اللہ

محراب

حمد • نعت • منقبت
• سلام • نوحہ جات

مصورِ غم

محشر لکھنوی

محراب

حمد • نعت • منقبت
سلام • نوحہ جات

مصوّرِ غم

محشر لکھنوی

محراب

شاعر .... مصورِ غم محشرؔ لکھنوی
زیرِ نگرانی .... سیّد محمد عالم زیدی (لقمان خیرپور)
ترتیب .... سید تمیزاحسن ترمذی
تعداد .... ایک ہزار
اشاعت .... ۲۸ر اگست ۹۹ء
کمپیوٹر کمپوزنگ .... کاشف گرافکس

بصد شکریہ

محترم جناب سید اطہر حسین صاحب

شعبہ نشرواشاعت

بزم رئیس امروہوی کراچی

پی۔ ۳۶۷، پیپلز کالونی، بلاک این نارتھ ناظم آباد، کراچی ۷۴۷۰۰

حضرت امام حسین علیہ السلام

محمد ... (زیارت)

زیارت

حضرت امام حسین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

زیارت

حضرت عباس علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ الْمُطِیْعُ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ اَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ جَاھَدْتَ وَنَصَحْتَ وَصَبَرْتَ حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ لَعَنَ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ لَکَ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَاَلْحَقَھُمْ بِدَرْکِ الْجَحِیْمِ۔

⁂ ⁂ ⁂

اناَ لِلہِ وَ اناَ اِلیہِ رَاجعون

بیاد

جناب سید حسین ناصر مرحوم

تجھ کو خدا نے دی ہے عزت حسین ناصر
مرنے کے بعد پائی جنت حسین ناصر
یہ فاتحہ کا ہدیہ سایہ فگن رہے گا
زیرِ زمیں ملے گی راحت حسین ناصر
آتا تھا پیش سب سے اخلاق اور ادب سے
تہذیب زندگی تھی فطرت حسین ناصر
یہ جانتے ہوئے بھی ہوتی نہیں تسلی
کرنا ہے سب کو اک دن رحلت حسین ناصر
زندہ رہے گا برسوں دنیا میں نام تیرا
علم و ادب سے پائی شہرت حسین ناصر
اپنے ہوں یا پرائے چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں
کی ہے ہر اک کی تو نے خدمت حسین ناصر
کیا خوف ہے لحد میں خالی نہیں گیا تو
دل میں حسینؑ کی ہے الفت حسین ناصر

☆

شریکِ غم .... محشر لکھنوی

التماس سورہ فاتحہ

جناب سید حسین ناصر مرحوم



سوگواران

فری ناصر	اہلیہ
عظمیٰ و آصف	بیٹی داماد
نیغہ ناصر	بیٹی
مصطفین ناصر	بیٹا
مرتضین ناصر	بیٹا
سید اطہر حسین	بھائی
سید مظاہر حسین	بھائی
سینئر سید اقبال حیدر	بھائی

واہلِ خاندان

کل من علیہا فان

بیاد

سید فرشد حسین مرحوم

ناز و نعمت سے پلے کڑیل جواں فرشد حسین
رہ گئی ہے صرف تیری داستاں فرشد حسین
دل کے آئینے میں بس تصویر باقی رہ گئی
تیرے غم کے ساتھ ہے لب پر فغاں فرشد حسین
آج بھی بے چین یادوں کی تسلی کے لئے
قبر کی صورت میں باقی ہے نشاں فرشد حسین
اک جواں بیٹے کا مرجانا بڑا اندوہ ہے
ہے یہ غم ماں باپ پر کوہِ گراں فرشد حسین
تو علیؑ اکبر کے سائے میں رہیگا حشر تک
بعد مرنے کے بھی ہے باغِ جناں فرشد حسین
امّ لیلیٰ کی تھی ہمت دل تھا یہ شبیرؑ کا
کون سہہ سکتا ہے یہ داغ جواں فرشد حسین
دے خدا ہر لمحہ تیری روح کو صبر و قرار
پنجتنؑ کی رحمتیں ہوں سائباں فرشد حسین

شریک غم
مجشر لکھنوی

التماس سورۂ فاتحہ
جواں سال سید فرشد حسین مرحوم
ابن جناب سید اطہر حسین صاحب



سوگواران

بیگم و سید اطہر حسین
سید مظاہر حسین
سینیٹر سید اقبال حیدر
برادران و ہمشیرگان
اہلِ خاندان

حرف آغاز

ذکر محمدؐ و آل محمدؐ، کرنا اور سننا دونوں ہی عبادت ہیں اور یہ توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ اس مذہبی شاعری میں مجھے ایک طویل عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن میرا اندازہ یہی ہے کہ مذہبی شاعری سب سے مشکل ہے۔ اور یہ شاعری کرنے والا یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ کوئی حمد، نعت، منقبت، سلام یا نوحہ اس نے کہا ہے۔ اپنے جذبات و احساسات کے تجربے کی روشنی میں میرا یہ دعویٰ ہے کہ جب تک دربار محمدؐ و آل محمدؐ سے عطا نہیں ہوتی ایک لفظ بھی لکھنا ناممکن ہے۔

انیس کے اذن سے الفاظ مجھ تک آتے ہیں
مرے قلم کے تو رزاق ہیں جعفر صادق

شہر کی معروف ماتمی انجمنوں نے میرے بہت سے کلام پڑھے ہیں جو پوری دنیا میں آج بھی مقبول ہیں۔ زیر نظر کتاب میں انجمن ذوالفقار حیدری، انجمن محمدی قدیم، انجمن تبلیغ امامیہ، دستہ ناصران حسین، انجمن حیدری علی بستی، انجمن غم خواران عباس، انجمن فدائے اہلبیت، انجمن الذوالفقار، انجمن کاروان عزا، انجمن رضاکاران حسین، انجمن نشر الایمان، انجمن گلزار حیدری، تنظیم الحسینی، تنظیم المومنین، دستہ عباس کے

وہ نوحے شامل ہیں۔

جو ان کے صاحبان بیاض نے بڑی خوش اسلوبی سے پڑھتے ہیں۔

میں جناب سید اطہر حسین صاحب کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں بھرپور تعاون فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اور چہاردہ معصومین علیہم السلام ان کو صحت مند عمر دراز عطا فرمائیں اور ترقی و نیک نامی سے ہمکنار رکھے۔ آمین

شکر گذار

محشر لکھنوی

فہرست وترتیب

فہرست	صفحہ نمبر
محراب	
☆...... کیسے نہ کروں شکر میں سجدہ تیرا	11
☆...... ہیں مسلمان پریشان رسولؐ عربی	12
☆...... اے ختمِ رسل محبوب خدا سبحان اللہ	14
☆...... الٰہی آئے کبھی یہ خبر مدینے سے	16
☆...... صدقہ مرے آقاؐ کا ہے عام مدینے میں	18
☆...... مدینہ دل میں ہے اس کی بہار آنکھوں میں	19
☆...... مذہب مرا درود ہے ایمان ہے درود	21
☆...... لب پہ آتی ہے دعا ان کے تمنا میری	23
☆...... کرب وبلا ہماری باغ جناں ہمارا	25
☆...... ہے میری آرزو محشر کہ سب شاعر ہوں جنت میں	26
☆...... آپ کو جب بھی پکارا سیدہؑ	28
☆...... علیؑ علیؑ کی جو گونجی پکار کعبے میں	29
☆...... اے خدا عشق کا عرفان کہاں سے لاؤں	31
☆...... مکتب فکر نبیؐ کی ہے یہاں جلوہ گری	33
☆...... قبر کے حال سے مجھ کو نہ ڈرا پہلے سے	35
☆...... جو نہ ہوتا اس جہاں میں مرے پنجتن کا آنا	37
☆...... جب ہے غم شبیرؑ تو غم کس کا ہے	39
☆...... رنگ ہو جائے گلاب کچھ اور صبح شام کا	41

صفحہ نمبر	فہرست
86	☆...... اذاں ہے مصطفیٰؐ اور مرتضیٰؑ میری اقامت ہے
87	☆...... شبیہ پیمبر اکبرؑ چلے بہ میدان
89	☆...... عباسؑ تم کہاں ہو عباسؑ تم کہاں ہو
91	☆...... بین کرتی تھی یہ فروا مرے پیارے قاسمؑ
92	☆...... بین کرتی تھی یہ مادر کہ شام ہوتی ہے
94	☆...... تمام عالم میں آج ماتم حسینؑ بے کس کا ہو رہا ہے
95	☆...... دشت میں آ کے لٹی آلِ رسولِ مدنی یا علیؑ اور کئی
97	☆...... وہ شہنشاہ زمن جس کو کفن بھی نہ ملا
100	☆...... اے مومنو پیامِ سرور کو یاد رکھنا
103	☆...... علم سجا کے کسی بے ردا کو یاد کرو
106	☆...... بے ردائی شام کا بازار زینبؑ کیا کرے
107	☆...... بے اکیلی بے بس ولاچار زینب کیا کرے
108	☆...... تھی کربلا میں حق کو ضرورت حسینؑ کی
109	☆...... ہو جائے کاش اتنی عنایت حسینؑ کی
111	☆...... ترجمانِ حضرتِ زین العبا زید شہید
112	☆...... زینبؑ یہ کہا آج بھی کرتی ہیں کھلے سر فریاد ہے بابا
113	☆...... اہل دنیا کو دکھانا تھا جو مانگا پانی
114	☆...... صغرا کہتی تھیں بھرے گھر کی خدا خیر کرے
116	☆...... جب پڑھتا ہوں تری یاد میں نوحہ قاسمؑ
117	☆...... خون علی اصغرؑ ہے شبیرؑ کا چہرہ ہے
119	☆...... بین کرتی تھی ماں ٹھہر جاؤ
120	☆...... بین کرتی ہے سکینہؑ شام کے زندان میں
121	☆...... میت پہ سکینہ کی یہ ماں کہتی تھی رو کر صدقے ہو یہ مادر
122	☆...... فرش عزا ہے ماہِ محرم کی جانماز
124	☆...... اے شہ کے عزادار چلو کربلا چلیں
126	☆...... اے غریب الوطن الوداع الوداع

کچھ اپنے بارے میں

نام ○ سید محسن رضا نقوی
تخلص ○ محشر لکھنوی

خطاب ○ مصور غم عطا کردہ خطیب اعظم حضرت مولانا سید محمد دہلوی اعلی اللہ مقامہ

والد محترم ○ جناب حکیم سید خورشید حسین عرف سید محمد یوسف نقوی علیم لکھنوی مرحوم

دادا ○ حضرت حکیم الامتہ مولانا سید احمد قبلہ علامہ ہندی اعلی اللہ مقامہ

پردادا ○ حضرت مولانا سید محمد ابراہیم قبلہ مجتہد اعظم جنھوں نے حضرت میر انیس کی نماز جنازہ پڑھائی

جد اعلیٰ ○ حضرت مولانا سید دلدار علی غفراں مآب قبلہ بانی نماز جمعہ وجماعت (برصغیر)

تاریخ پیدائش ○ ۱۴ اگست ۱۹۴۵ء کو محلہ تحسین لکھنؤ ہندوستان

ابتدائی تعلیم ○ ناظمیہ مدرسہ عربی کالج لکھنؤ ہندوستان

آغاز شاعری ○ ۱۹۶۰ء غزل، ہزل، گیت سے لاہور میں

استاد صحافت ○ حضرت آغا شورش کاشمیری مرحوم ہفت روزہ چٹان لاہور

اساتذہ شاعری ○ جناب ثمر ہوشنگ آبادی، جناب عزم جونپوری، جناب نفیس فتح پوری، جناب سید سبط حسن انجم مرحوم

استاد نوحہ خوانی ○ جناب صادق حسین پنجتن مرحوم

میرے خاندان کی شخصیات ○ حضرت مولانا سید دلدار علی غفراں مآب حضرت مولانا سید محمد ابراہیم، حضرت مولانا سید احمد، علامہ ہندی، حضرت مولانا سید کلب حسین کبن، حضرت مولانا سید علی نقی عرف نقن، حضرت مولانا سید ابن حسن کربلائی قبلہ، حضرت مولانا مفتی سید احمد علی، حضرت مولانا طیب آغا الجزائری، حضرت مولانا سید محمد رضی مجتہد آل نجم العلماء، حضرت علامہ سید نصیر الاجتہادی، حضرت مولانا سید محمد ملتان، حضرت مولانا سید محمد حسین نقوی مقیم کراچی۔

اور دیگر بہت سے جلیل القدر علماء کرام

حمد باری تعالیٰ

کیسے نہ کروں شکر میں سجدہ تیرا
تو مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

تو غیب کا عالم ہے تو ہی عقدہ کشا
بندوں پہ نہیں کھلتا ہے عقدہ تیرا

محکوم ترے ارض و سماں شمس و قمر
دنیا کی ہر اک شے پہ ہے قبضہ تیرا

مداح ہیں توریت و زبور و انجیل
قرآن بھی پڑھتا ہے قصیدہ تیرا

کھاتا ہوں قسم پنجتن پاک کی میں
افضل ہے ہر اک ذات سے رتبہ تیرا

محشر میں نہ بخشش کی رہے فکر مجھے
پڑ جائے گناہوں پہ جو پردہ تیرا

نعت

ہیں مسلمان پریشان رسولِؐ عربی
کیجئے مشکلیں آسان رسولِؐ عربی
جو مسلمان تھے اک جان رسولِؐ عربی
آج ہیں دست و گریبان رسولِؐ عربی
آپؐ ایمان ہی ایمان رسولِؐ عربی
آپ ہیں معنئ قرآن رسولِؐ عربی
عرش بھی اس کی بلندی کو نہیں پا سکتا
آپؐ جس دل میں ہوں مہمان رسولِؐ عربی
خدا آپؐ کے قدموں کا شرف ہے ورنہ
کون ہوتا یہاں انسان رسولِؐ عربی
بن گئے اہلِ مودت کے لئے ایک مثال
آپؐ کے بوذرؓ و سلمانؓ رسولِؐ عربی
آپ نعمت ہیں وہ جھٹلا نہیں سکتے جس کو
آپؐ ہیں سورۂ رحمٰن رسولِؐ عربی

آپؐ للہ فقط شاہِؐ مدینہ نہ کہیں
دونوں عالم کے ہیں سلطان رسولِؐ عربی

اک ذرا آپؐ کے ابر و کا اشارہ ہو اگر
رُخ بدل دیں ابھی طوفان رسولِؐ عربی

وہ بھی کیا آپ کی امت میں گنے جاتے ہیں
جو جلا دیتے ہیں قرآن رسولِؐ عربی

آپؐ کی نعت لکھے دوشِ صبا پہ محشرؔ
گر ملے تختِ سلیمانؑ رسولِؐ عربی

۱۹۷۹ء

قطعہ

بغیر ذکرِ حسنؐ حُسنِ گفتگو کیا ہے
سوا ثواب کے شاعر کی جستجو کیا ہے
ہنا ہے شہؐ کا ثنا خواں پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں محشرؔ کی آبرو کیا ہے

نعت

اے ختمِ رسلؐ محبوبِ خدا　　سبحان اللہ سبحان اللہ
خالق نے دیا ہے کیا رتبہ　　سبحان اللہ سبحان اللہ
جب نور سے اپنے خالق نے　　تصویرِ نبیؐ میں رنگ بھرے
ل اٹھے فرشتے صلِّ علیٰ　　سبحان اللہ سبحان اللہ
اللیلِ اِذا غشیٰ گیسو　　والشمس و قمر عارض تیرے
النجم ترا روشن چہرا　　سبحان اللہ سبحان اللہ
میں سورۂ کوثر کی حد میں　　اک ایسی نعت نبیؐ لکھوں
ر لفظ ہو موجِ آبِ بقا　　سبحان اللہ سبحان اللہ
حسنینؑ تمہارے نورِ نظر　　اور فاطمہؓ زہرا لختِ جگر
ہیں نفسِ تمہارا شیرِ خدا　　سبحان اللہ سبحان اللہ
جس طرح نمازیں واجب ہیں　　اس طرح ہے واجب تیری ثناء
ہو جس کو میسر ذکر ترا　　سبحان اللہ سبحان اللہ
مہکا ہو مدینے کا موسم　　اور نعت کے چھلکیں پیمانے
جائے نجف سے گھر کے گھٹا　　سبحان اللہ سبحان اللہ
قاؐ نے مرے اس امت سے　　بس اجر رسالت مانگا تھا
امت نے دیا کیا خوب صلہ　　سبحان اللہ سبحان اللہ

جنت کی ضمانت دی تم نے　　جس امتِ عاصی کو آقا
اس نے بھی تمہیں دی کرب وبلا　　سُبحان اللہ　سُبحان اللہ
ایران کا جب نام آتا ہے　　بے ساختہ دل کہہ اٹھتا ہے
معصومہؑ قم دربارِ رضاؑ　　سُبحان اللہ　سُبحان اللہ
ہو بزمِ ابوطالبؑ محشر　　اور وردِ زباں ہو نعت نبیؐ
ایسے میں اگر آجائے قضا　　سُبحان اللہ　سُبحان اللہ

نورِ پنجتن

انسانیت نہ علم نہ کوئی شعور تھا
امکان روشنی کا کہاں دور دور تھا
"آدمؑ سے پیشتر نہ کسی کا ظہور تھا"
یا ذاتِ کردگار تھی یا ان کا نور تھا
جلتا ہے ان کے نور سے کوئی جلا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

نعت

الٰہی آئے کبھی یہ خبر مدینے سے
بلاوا آیا ہے محشر کے گھر مدینے سے
یہ کون لوگ ہیں جاتے ہیں لوٹ آتے ہیں
میں جاؤں، آؤں نہ پھر عمر بھر مدینے سے
طلوع ہو کے یہ کہتے ہیں چاند اور سورج
نجف سے شام ملی ہے سحر مدینے سے
نہ واسطہ ہو اگر اہلبیتؑ کا شامل
دعا کو مل نہیں سکتا اثر مدینے سے
نبیؐ کا جسم یہاں ہے وہاں ہے نفسِ نبیؐ
نجف بھی ہوگیا شیر و شکر مدینے سے
نہیں کسی میں یہ طاقت کہ چھین لے مجھ سے
ملا ہے جتنا بھی علم و ہنر مدینے سے
بشر کے سر پہ پڑی دھوپ جب قیامت کی
چلا ہے سایہ خیر البشرؐ مدینے سے

نجف کی کرب و بلا کی نہیں ہے جس کو خبر
قسم خدا کی ہے وہ بے خبر مدینے سے
کرے جو قتل کوئی مجھ کو اس طرح سے کرے
نجف سے جسم ملے اور سر مدینے سے
میں کیا شاعرِ آلِ رسولؐ ہوں محشر
سند ضرور میں لوں گا مگر مدینے سے

۱۹۹۱ء

قطعہ

یہ کیسی آرزو اس قلبِ بے قرار میں ہے
نہ اختیار سے باہر نہ اختیار میں ہے
ظہور دیکھئے کب ہو امام مہدیؑ کا
زمانہ ایک زمانے سے انتظار میں ہے

نعت

صدقہ مرے آقا کا ہے عام مدینے میں
ناکامیاں ہوتی ہیں ناکام مدینے میں

پھر کیوں نہ وہیں جا کر ہم لوگ کہیں نعتیں
سنتے ہیں کہ ہوتا ہے الہام مدینے میں

دن بھر میں کروں سجدے شب بھر میں پڑھوں نعتیں
اک پل نہ کروں میں تو آرام مدینے میں

روضے کی زیارت کو میں حج میں بدل دوں گا
باندھوں گا عقیدت کا احرام مدینے میں

اٹھوں تو علیؑ کہہ کر سو جاؤں نبیؐ کہہ کر
آغاز نجف میں ہو انجام مدینے میں

سلمانؓ و ابوذرؓ کی میں پہلی ہی بولی پر
کردوں یہ قلم اپنا نیلام مدینے میں

دیتی نہ ہے ضمانت جو اولاد پیمبرؐ کی
قیدی کی طرح رہتا اسلام مدینے میں

سو جتن بھی کئے جائیں پھر بھی نہیں مٹ سکتا
اک بار جو لگ جائے الزام مدینے میں

تم امن کے حامی ہو اور پیرو اسی کے ہو
وہ جس نے بچایا تھا کہرام مدینے میں

جس کا نہ تعلق ہو اولاد پیمبرؐ سے
پھر ایسے مسلماں کا کیا کام مدینے میں

تم ایک ہی کا رونا روتے ہو مسلمانو!
ہیں اور بھی کتنے ہی صدام مدینے میں

شاعرؔ کو مقرر کو لے جا کے ذرا دیکھو
ملتا ہے کسے پہلے انعام مدینے میں

جبریلؑ اگر دے دیں پر اپنے مجھے محشرؔ
ہر صبح نجف میں ہو ہر شام مدینے میں

نعت

مدینہ دل میں ہے اس کی بہار آنکھوں میں
بسا ہے آلِ محمدؐ کا پیار آنکھوں میں

دوبارہ دیدِ مدینہ کی کیا تمنا ہے
یہ درد ہوتا ہے کیوں بار بار آنکھوں میں

مدینہ سامنے پیچھے نجف نظر آئے
جو دیکھو غور سے تم آر پار آنکھوں میں

بس ایک رات مدینے میں جاگ کر گزری
بھرا ہوا ہے ابھی تک خمار آنکھوں میں

بنادیے ہیں وہ کاغذ پہ نعت کی صورت
جو ہیں مدینے کے نقش و نگار آنکھوں میں

میں کیسے نعتِ نبیؐ میں نہ ان کا ذکر کروں
بسے ہیں دوشِ نبیؐ کے سوار آنکھوں میں

میں نعت پڑھ کے ابھی آرہا ہوں محفل سے
جو دیکھتے ہو یہ عز و وقار آنکھوں میں

نبیؐ کے دامنِ رحمت سے جو الجھتے رہے
کھٹک رہے ہیں ابھی تک وہ خار آنکھوں میں

کریں گے ساقی کوثر نہ کس طرح سیراب
غم حسینؑ کا آبشار آنکھوں میں

نظر میں غیر کی صورت سما نہیں سکتی
بندھا ہے نادِ علیؑ کا حصار آنکھوں میں
نظر نہ آئیگی شفاف اس کو شکل رسولؐ
اگر ہے بغضِ علیؑ کا غبار آنکھوں میں
ترے نبیؐ کی صداقت کا فیض ہے یارب
یقیں جو دل میں ہے اور اعتبار آنکھوں میں
جو قبر فاطمہؑ زہرا مجھے نظر آئی
تو اشک آگئے بے اختیار آنکھوں میں
عجیب بات ہے جن کو کبھی نہیں دیکھا
انھیں کے آنے کا ہے انتظار آنکھوں میں
یہ کیوں میں ذکرِ مدینہ پہ ہوتا ہوں پُرنم
بتاؤں کیا ہے مری سوگوار آنکھوں میں
دکھارہے ہیں وہ ملت کو راہ تقوے کی
ہے دل میں زر کی ہوس روزگار آنکھوں میں
خدا کے کتنے ہیں احسان اپنے بندے پر
حساب دل میں نہ اس کا شمار آنکھوں میں
مدینہ خواب میں دیکھا ہے تم نے کیا محشر
کہاں سے آگیا اتنا نکھار آنکھوں میں

سلامِ دُرود

مذہب مرا درود ہے ایمان ہے درود
دنیا و عاقبت کا نگہبان ہے درود
کہنے کو سات لفظوں کا جملہ ہے مختصر
سچ پوچھئے تو سورۂ رحمان ہے درود
مجلس میں پڑھ کے دیکھا تو محسوس یوں ہوا
اہلِ ولا پہ نور کا باران ہے درود
پڑھتے ہیں وہ بھی جو نہ ہوں مطلق پڑھے لکھے
نامِ خدا کی طرح سے آسان ہے درود
ہو فاتحہ حدیثِ کساء یا زیارتیں
زندہ عبادتیں ہیں مگر جان ہے درود
وہ پنجگانہ ہو کہ ہو عیدین کی نماز
واجب ہر اک نماز کے دوران ہے درود
تکمیل ہے لباسِ عبادت کی اس طرح
دامن نماز اور گریبان ہے درود

انگشتری پہ ان کی جو کندہ تھے پانچ نام
پھر کیوں نہ کہیئے نقشِ سلیمانؑ ہے درود

اس بات کا نہیں ہے بھلا کون معترف
مجلس کی محفلوں کی فقط شان ہے درود

اس کے بغیر داخلِ رحمت نہیں دعا
بابِ قبولیت پہ وہ دربان ہے درود

قرآں کا قلب سورۂ یٰسٓ ہے اگر
اس قلب کے حصار میں قرآن ہے درود

میرا کلام کیا ہے فقط مدحِ اہلبیت
مجموعہ کلام کا دیوان ہے درود

اہل کساؑ کو دیکھ کے بلوے میں بے ردا
تطہیر مضطرب ہے پریشان ہے درود

کہتے تھے اہلِ شام سے بیمارِ کربلا
ہم وہ ہیں جن کے رتبوں کی پہچان ہے درود

آلِ نبیؐ کا ذکر کہاں اور تو کہاں
محشرؔ ترے قلم پہ اک احسان ہے درود

۱۸ جولائی ۱۹۹۵ء

دُعائے عزاء

"لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری"
بس عزا دار کی صورت ہو خدایا میری
دور دل سے غمِ دنیا کا اندھیرا ہو جائے
غمِ شبیرؑ سے روشن رہے دنیا میری
ہو مرا کام فقط مجلس و ماتم کرنا
شاداں مجھ سے رہیں فاطمہؑ زہرا میری
میری آنکھوں کے کنارے ہو لبِ نہرِ فرات
چشمِ غم بہتی رہے صورتِ دریا میری
دل رہے میرا عزاخانے کی صورت یارب
ناز قسمت پہ کرے خانہ کعبہ میری
اے خدا فرضی اماموں سے بچانا مجھ کو
نہ ہو دنیا مری برباد نہ عقبیٰ میری
یہ تو ہے ذکرِ شہنشاہِ زمنؑ کا صدقہ
ساری دنیا ہوئی جاتی ہے شناسا میری
میں تو ہوں فاطمہؑ زہرا کی دعاؤں کا اثر
کیوں دعائیں نہ سنیں گے مرے آقا میری

صرف ایک بار پہنچ جاؤں درِ مولاؑ پر
پھر بتاؤں کہ تمنائیں ہیں کیا کیا میری
شانے کٹنے کا نہیں بس یہ تھا عباسؑ کو غم
رہ گئی پیاسی صد افسوس سکینہؑ میری
پھر بین یہ کرتی رہیں امّ لیلیٰؓ
لوٹ لی کرب و بلا تونے تو دنیا میری
رات دن کرتی تھیں فریاد سکینہؑ رو کر
لو خبر قیدِ ستم میں مرے بابا میری
دل ہی دل میں بڑے بے چین تھے مظلوم حسینؑ
دیکھتی ہوگی مرا راستہ صغرا میری
بولیں یہ قبرِ پیمبرؐ سے لپٹ کر زینبؑ
چادر امت سے دلا دیجئے نانا میری
پاؤں عباسؑ کے ڈوبے تھے جہاں پر محشر
کوئی للّٰہ ڈبو دے وہیں دنیا میری

۱۹۹۱ء

حسینیؑ ترانہ

۱۹۹۲ء

کرب وبلا ہماری باغ جناں ہمارا
یعنی زمیں ہماری اور آسماں ہمارا
عباسؑ کا علم ہے قومی نشاں ہمارا
"ہم اس کے پاسباں ہیں یہ پاسباں ہمارا"
مولاؑ سے بچھڑنے والے اے آسماں نہیں ہم
صدیوں سے لے رہا ہے تو امتحاں ہمارا
روشن چراغِ ماتم سینوں میں ہیں ہمارے
دیکھیں بگاڑتی ہیں کیا آندھیاں ہمارا
سینوں پہ داغِ ماتم بل من کے ہیں یہ تمغے
فوجِ حسینؑ میں ہے ہر نوجواں ہمارا
سینے پہ ہاتھ ہم نے بے ساختہ رکھا ہے
دھڑکا ہے دل ہمیشہ وقتِ اذاں ہمارا
عرش بریں نہ ٹوٹا برسا نہ کوئی بادل
جب خوں اگل رہا تھا اک بے زباں ہمارا
اے غیرتِ مسلماں اس وقت تو کہاں تھی
لوٹا تھا شامیوں نے جب کارواں ہمارا کربلا
آلِ نبیؐ کے خیمے جب سے جلے ہیں محشر
سینہ بنا ہوا ہے آتش فشاں ہمار

اہتمامِ محفل

ہے میری آرزو محشر کہ سب شاعر ہوں جنت میں
یہی جشنِ ولادت ہو محمدؐ کی صدارت میں

علیِؑ مرتضیٰ محفل میں مہمانِ خصوصی ہوں
سبھی شاعر پڑھیں عباسؑ غازی کی نظامت میں

لکھیں پیغامِ دعوت حضرتِ حُرؑ آبِ کوثر سے
پرِ جبریلؑ استعمال ہو اس کی کتابت میں

گلوں میں شاعروں کے ہار ڈالیں حضرتِ قاسمؑ
پسرِ زینبؑ کے ہوں مصروف محفل کی ضیافت میں

ربابؑ و اُمِّ لیلیٰؑ زینبؑ و کلثومؑ اور فضہؑ
جنابِ سیدہؑ کے ساتھ سب بیٹھی ہوں خلوت میں

علی اکبرؑ اذاں دیں جب سحر کا وقت ہو جائے
نمازِ باجماعت ہو محمدؐ کی امامت میں

ابوطالبؑ کا دسترخوان بعدِ ختمِ محفل ہو
کوئی علامہ شامل ہو نہ اس مخصوص دعوت میں

تبرک کی جگہ تقسیم سب میں جامِ کوثر ہوں
ضرورت نقد زادِ راہ کی کیا ہوگی جنت میں

۲۷ (اہتمام محفل)

مسلماں کر رہا ہے جو کمی اجرِ رسالت میں
خیانت کر رہا ہے وہ پیمبرؐ کی امانت میں

سمجھئے فرق بس اتنا نبوت اور امامت میں
بحکمِ رب ہے جتنا فرق اذاں میں اور اقامت میں

فنا ہوتا نہیں انسان مولا کی محبت میں
اگر موت آئی بھی مجھ کو تو آئیگی قیامت میں

علیؑ کے دشمنوں اور دوستوں میں فرق ہے اتنا
نظر آتا ہے جتنا فرق غیبت اور غیرت میں

ہے ان کے ہاتھ سے افسوس غسلِ خانۂ کعبہ
یقیں کی حد تلک شک ہے ہمیں جن کی طہارت میں

یہاں تو ذکرِ مولاؑ بیچنے والے ہیں عشرت میں
مگر انجام ان کا دیکھنا محشر قیامت میں

مگر انجام ان کا دیکھنا محشر قیامت میں
یہاں تو ذکرِ مولا بیچنے والے ہیں عشرت

Good

(منقبت سیدہ)

(Mehvaes)

منقبت سیدہؑ

آپ کو جب بھی پکارا سیدہؑ — کھل گئے در مجھ پہ بارہ سیدہؑ
آپ کی مدحت لکھی تو اک ورق — بن گیا قرآں کا پارہ سیدہؑ
ہو نہیں سکتیں برابر آپؑ کے — مریمؑ و حواؑ و سارہؑ سیدہؑ
عالمِ تطہیر و نسواں کیلئے — معتبر ہیں استعارہ سیدہؑ
اور ہو بنتِ نبیؐ تیرے سوا — یہ نہیں ہم کو گوارہ سیدہؑ
چودہ دانے ہیں مری تسبیح میں — مستحب ہر استخارہ سیدہؑ
آگ بھی گلزار ہو جائے ابھی — آپؑ جو کردیں اشارہ سیدہؑ
یوں تو ہیں چودہ جریدے دین کے — پر خصوصی ہیں شمارہ سیدہؑ
دستِ حق نفسِ نبیؐ مشکل کشاؑ — صرف ہے شوہر تمہارا سیدہؑ
کیوں اذاں میں کم کروں نام علیؑ — کیوں کروں اپنا خسارہ سیدہؑ
کیا تھا میں اک ڈوبتا پتھر تھا میں — آپؑ ہی نے تو ابھارا سیدہؑ
آپؑ کے غم نے تو بخشی زندگی — اور غمِ دنیا نے مارا سیدہؑ
جو ملے خاکِ درِشہؑ ایک بار — کچھ نہ مانگوں پھر دوبارہ سیدہؑ
آپؑ کے بچوں کے در کا ہوں فقیر — میں نہیں ہوں بے سہارا سیدہؑ
کیا ہوں میں اور کیا ہے میری شاعری — کر رہا ہوں بس گزارا سیدہؑ

آپ خوش ہو جائیں تو ہو جائیگا
شافعِ محشرؐ ہمارا

منقبت

(Afreen)

(تمہید)

علی علی کی جو گونجی پکار کعبے میں
دراڑ پڑ گئی بے اختیار کعبے میں

نصیریوں کا خدا ہے کوئی مذاق نہیں
پڑے گی جھوٹے خداؤں پہ مار کعبے میں

علی نے کہہ کے نکالا بتوں کو کعبے سے
کہاں سے آ گئے اتنے گنوار کعبے میں

سوار دوشِ مبارک پہ کرکے احمدؐ نے
بڑھایا اور علی کا وقار کعبے میں

چھلک اٹھے ہیں امامت کے بارہ پیمانے
گرا وہ نور کا اک آبشار کعبے میں

علی کی مدح جو سیکھی تو یوں ہوا محسوس
بنا رہا ہوں میں نقش و نگار کعبے میں

خود اپنے گھر میں بھی ہوتے اگر علی پیدا
تو شائد اس کا بھی ہوتا شمار کعبے میں

تو شائد اس کا بھی ہوتا شمار کعبے میں
گھر میں بھی ہوتے اگر علی کہیں پیدا

ہمیں کو صرف نہیں انتظار مہدیؑ کا
تمام نبیوںؑ کو ہے انتظار کعبے میں
حدود کعبے میں جائز نہیں شکار کوئی
مگر علیؑ نے کیے ہیں شکار کعبے میں
ہو اختیار تو میں دشمنانِ حیدرؓ کو
بلا دریغ کروں سنگسار کعبے میں
غلاف بھی نہیں ہوتا تو میرا دعویٰ ہے
کہیں سے آتا نہ گرد و غبار کعبے میں
علیؑ کے حلقے سے کعبہ نکل نہیں سکتا
حسینؑ نے باندھا ہے ایسا حصار کعبے میں
کسی طرح وہ مسلمان ہو نہیں سکتے
بنامِ حج جو کریں انتشار کعبے میں
کچھ ایسے ہیں جو گنہ بخشوانے جاتے ہیں
تلاش کرتے ہیں کچھ روزگار کعبے میں
جو بس میں ہو تو میں تیرہ رجب کو اے محشرؔ
مناؤں جشن بہت شاندار کعبے میں

منقبت

اے خدا عشق کا عرفان کہاں سے لاؤں
جو تری حمد کی ہے شان ، کہاں سے لاؤں

نعمتِ حق کا بھلا شکر ادا ہو کیسے
مدحتِ سورۂ رحمان کہاں سے لاؤں

دل یہ کہتا ہے کہ اشعار ہوں شایانِ علیؑ
میں فرزدق کا قلم دان کہاں سے لاؤں

ذات میں جس کی نظر آئے نصیری کو خدا
ایسے اوصاف کا انسان کہاں سے لاؤں

کُلِ ایمان بھی اور نازشِ ایمان بھی ہو
بجز علیؑ ایسا مسلمان کہاں سے لاؤں

منقبت پڑھتے میں آتا ہے یہ رہ رہ کے خیال
ہائے وہ منبر پالان کہاں سے لاؤں

لفظِ مولاؑ نہ سمجھ میں تری آیا اب تک
لفظ اس سے کوئی آسان کہاں سے لاؤں

ایک ایمان تھا جو ہوگیا وقفِ مولاؑ
غیر پہ لانے کو ایمان کہاں سے لاؤں

جب کہو تم کو نبیؐ دے دوں تمہارے جیسا
دونوں عالم کا میں سلطانؑ کہاں سے لاؤں

جس میں ہو آیۂ تطہیر نہ شامل واعظ
وہ ترے واسطے قرآن کہاں سے لاؤں

جو ہو قرآنِ نبوّتؐ کا محافظ پیہم
وہ امامتؑ کا میں جزدان کہاں سے لاؤں

ذکرِ مولاؑ کے سبب لوگ مجھے جانتے ہیں
اس سے بہتر کوئی پہچان کہاں سے لاؤں

موت ہو سامنے اور خوف کے آثار نہ ہوں
ایک ششماہے کے اوسان کہاں سے لاؤں

بولے اکبرؑ کو یہ سینے سے لگا کر شبیرؑ
پانی دو گھونٹ مری جان کہاں سے لاؤں

رکھ کے سر خاک پہ کہتی تھیں یہ رو کر زینبؑ
اپنی چادر کا نگہبان کہاں سے لاؤں

ذکرِ مولاؑ تو فضاؤں میں بھی کرتا محشرؔ
کیا کروں تختِ سلیمانؑ کہاں سے لاؤں

۱۸ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

منقبتِ امام زمانہؑ

منقبت فکر نبیؐ کی ہے یہاں جلوہ گری
بارگاہِ مصطفیٰ ہے بارگاہِ جعفری

ہر ستوں پر اِس کے قائم دینِ حق کی برتری
یہ علیؑ کا گھر ہے یا اسلام کی بارہ دری

ہے یقیناً میری قسمت میں وہ جامِ کوثری
نام سن کر جس کا آجاتی ہے ہونٹوں پہ تری

زیب دیتی ہے علیؑ کو حیدری و صفدری
اور ان کے دشمنوں کو مرحبی و عنتری

کوئی دنیا میں کرے گا کیا علیؑ کیا ہمسری
پا نہیں سکتا کوئی اب بھی مقامِ قنبری

اس طرح سے ہیں رسولوںؑ میں محمدؐ مصطفیٰ
جس طرح سہرے کی لڑیوں میں چمکتی ہے زری

سامنے آئے گا جب وہ مظہرِ نورِ خدا
سب دھرا رہ جائے گا پھر دعوئ دیدہ وری

سامنے جس کے خس و خاشاک سب آلاتِ حرب
ذوالفقارِ حیدری ہے ذوالفقارِ حیدری

ان کے آنے سے بدل جائے گی تقویم جہاں
دیکھتے رہ جائیں گے سارے منجم جنتری

ابتداء کیا تھی امامت کی کہاں ہے انتہا
کم نہیں کعبے سے آغوشِ امامِ عسکریؑ

سینکڑوں سلمانؑ و بوذرؓ آئیں گے بروئے کار
دیکھے گی دنیا محمدؐ کا فنِ انساں گری

رتبہ مہدیؑ بتائیں گے محمدؐ اور مسیحؑ
"قدرِ گوہر شاہ داند یا بہ داند جوہری"

سامنے ہے بابِ شہرِ علم قرطاس و قلم
طائرِ مدحت کو ہوگیا فخرِ بے بال و پری

اے یزید روسیہ اس ہاتھ سے بیعت طلب
جس سے مَس ہو کر فرشتے ہوں عتابوں سے بری

حج مکمل صرف لعنت سے نہیں ہوتا جناب
جب تک شیطان کو ماری نہ جائے کنکری

بھر گیا دل انقلابِ دہر کے افکار سے
پر طبیعت ذکرِ مولیٰ سے نہیں اب تک بھری

کاش میری شاعری کو بھی ملے یہ مرتبہ
لوگ مجھ کو بھی کہیں دعبل فرزدق حمیری

آج بھی شاہد ہے محشرؔ شیر اک قالین کا
اہلِ ایماں پر نہیں چلتی کوئی جادوگری

طرحی محفل امام زمانہ قصر حسینی خیرپور میرس سندھ
۱۹۷۷ء

منقبت

قبر کے حال سے مجھ کو نہ ڈرا پہلے سے
ہوگا موجود نصیری کا خدا پہلے سے

اس سے پہلے کہ مصیبت کوئی مجھ تک پہنچے
پاس ہوتے ہیں مرے عقدہ کشا پہلے سے

اے فرشتوں میں جوابات دوں کیسے تم کو
منہ میں رکھی ہوئی ہے خاک شفا پہلے سے

خلد میں جاؤں گا میں لے کے بیاضیں اپنی
منتظر ہوگا وہاں فرش عزا پہلے سے

منقبت کہنے کا کرتا ہوں ارادہ جب بھی
مولاؑ دے دیتے ہیں مضمون نیا پہلے سے

ایک ہی شعر کہا مہدیؑ دوراں کے لئے
بڑھ گیا اجر مرا چودہ گنا پہلے سے

فاطمہؑ زہرا کو معلوم ہے کیا چاہتا ہوں
سوچتا ہی نہیں میں کوئی دعا پہلے سے

جب زیارت کی دعا مانگی تو آیا یہ جواب
تیرے سینے میں تو ہے کرب و بلا پہلے سے
میں تو کہتا ہوں نہ اسلام نہ قرآں ہوتا
خلق ہوتے نہ اگر اہلِ کسا پہلے سے
صرف عباسؑ کا انداز جداگانہ ہے
ورنہ اس گھر میں تھی موجود وفا پہلے سے
چومنے کے لئے سقائے حرم کا پرچم
ہر جگہ ہوتی ہے موجود ہوا پہلے سے
فرق وہ رتبہ حسنینؑ میں کیسے نہ کرے
خون اور دودھ میں شامل ہے خطا پہلے سے
شاعری سے تو کئی درجہ خطابت بہتر
نقد مل جاتا ہے مجلس کا صلہ پہلے سے
جا کے عباسؑ کے قدموں میں رہوں گا محشر
میں جنت میں بنالی ہے جگہ پہلے سے۔

منقبت

جو نہ ہوتا اس جہاں میں مرے پنجتن کا آنا
تو نہ یہ اذان ہوتی نہ نمازِ پنجگانہ

جو یہ ہر زمین پہ ہے مری فکر شاعرانہ
مجھے خلد کی زمیں پر ہیں بہت سے گھر بنانا

مری شاعری کی قیمت مجھے دے گا کیا زمانہ
نہ مزاج تاجرانہ نہ ادائیں ذاکرانہ

جو دعائیں کیں حسن سے ہے اسی کا شاخسانہ
کہ نہ آئے گا نہ آیا کبھی احسن کا زمانہ

ترے میرے دین میں ہے یہی فرق عادلانہ
مرا دین صلحِ شبرؑ ترا دین جارحانہ

جو نہیں ہے تیرے بس میں رہِ پنجتن دکھانا
تو اتار دے تو اپنا یہ لباس عالمانہ

مرے شغلِ ماتمی پہ ہے عبث یہ تلملانہ
تری پشت پہ تو میں نے نہیں مارا تازیانہ

درِ فاطمہؑ سے ممکن نہیں میرا سر اٹھانا
کہ خدا نے لکھ دیا ہے اسی در پہ آب و دانہ
ہمیں درس دے گیا ہے یہ رسولؐ کا گھرانا
ہے کہاں پہ سر جھکانا کہاں آستیں چڑھانا
غمِ شہ میں زندگی بھر مجھے اشک ہیں بہانا
ملا فاطمہؑ کے در سے یہ نجات کا بہانہ
تو مجھے جو چاہتا ہے کسی بات پر رُلانا
تو سنا دے تیر کھا کر وہ کسی کا مسکرانا
نہ وہ اک اداس تربت نہ بھلانا قید خانہ
ہو چراغ کا جلانا کہ چراغ کا بجھانا
اسی واسطے ارم میں کیا مستقل ٹھکانہ
کہ نہ بجلیاں گریں گی نہ جلے گا آشیانہ
دیا صبر شاہ دیںؑ نے ہمیں مستقل ترانہ
"جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتحِ زمانہ"
غمِ آلِ مصطفیٰؐ کا ترے پاس ہے خزانہ
خدا نہیں ہے محشرؔ ترا گھر غریب خانہ

منقبت

جب ہے غمِ شبیرؑ تو غم کس کا ہے
جب سر پہ علم ہے تو الم کس کا ہے

یہ دیکھ کے ہنسیں گے نبیؐ روزِ جزا
دامن غمِ شبیرؑ میں نم کس کا ہے

ہے صرف اگر باغِ فدک زہراؑ کا
یہ سارا عرب اور عجم کس کا ہے

کاغذ پہ لکھے سب کا قلم لفظِ وفا
پانی پہ جو لکھے وہ قلم کس کا ہے

ہیں صرف علم دار شہید اور غازی
اسلام میں یہ جاہ و حشم کس کا ہے

مانا کہ عمامہ و عبا ہیں تیرے
پر جیب میں تیری یہ درم کس کا ہے

عباسؑ بہت گزرے ہیں ہوں گے
پر رتبہ سقائے حرم کس کا ہے

اشعار تو لکھوا کے یہ لایا کس سے
کاغذ تو یہ تیرا ہے قلم کس کا ہے

خائے آلِؑ کے دشمن ہے تجھے شوقِ ارم
معلوم ہے یہ باغ ارم کس کا ہے
میں آج تو ہرگز نہ کروں گا ماتم
میں جانتا ہوں آج جنم کس کا ہے
بتلا تجھے عباسؑ کے پرچم کی قسم
کردار وفا سب سے اہم کس کا ہے
تلوار کی بات آئی ہے پھر تو یہ بتا
دنیا میں لقب تیغِ دو دم کس کا ہے
بر روئے اجل فزت برتبِ کعبہ
بتلاؤ یہ اندازِ قسم کس کا ہے
جو شاتمِ حیدرؑ ہے اسی سے پوچھو
کس کا ہے لہو اور شکم کس کا ہے
کلمہ پڑھیں جس گھر کا جلادیں اس کو
ہندو سے بھی بدتر یہ دھرم کس کا ہے
کرتے ہیں ہزاروں تجھے راہوں میں سلام
محشر یہ بتا تجھ پہ کرم کس کا ہے

۷ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

منقبت

رنگ ہو جائیگا اب کچھ اور صبح و شام کا
آگیا حیدرؑ کے گھر مشکل کشاؑ اسلام کا
آگئے شہ حشر اب دیکھو امیرِ شام کا
تجزیہ کرتا ہوں میں آغاز سے انجام کا
زرد چہرہ ہو گیا سن کر امیرِ شام کا
گھر میں زہراؑ کے محافظ آگیا اسلام کا
بت شکن کے گھر میں وہ باطل شکن پیدا ہوا
آستیوں میں بھی اب امکاں نہیں اصنام کا
یا محمدؐ کہہ کے سوئیں یا علیؑ کہہ کر اٹھیں
اک وظیفہ صبح کا اور اک وظیفہ شام کا
جانشینِ مصطفیؐ ہوتے اگر کچھ اور لوگ
پھر قصیدے کی جگہ تھا مرثیہ اسلام کا
دشمنِ آلِ نبیؐ خارج ہیں یوں اسلام سے
جس طرح اخراج کعبے سے ہوا اصنام کا
ہو نظام اللہ کا شبیریتؑ کی پیروی
مصطفیؐ کا ملک ہو سکہ علیؑ کے نام کا
دشمنِ آلِ نبیؐ کا یہ عمل ہے آج بھی
کفر کرنا اور ڈھنڈورا پیٹنا اسلام کا
مدحتِ شبیرؑ میں محشر جو رُک رُک کر چلے
کیا بھلا توقیر اس کی وہ قلم کس کام کا

۱۹۴۹ء

منقبت

کشتی دیں بھور سے نکالی حسینؑ نے
کیا کام کر دیا ہے مثالی حسینؑ نے

کہتے ہیں انبیاء بھی سر عرش مرحبا
پایا ہے ایسا رتبہ عالی حسینؑ نے

تعبیر ظلم و جبر کی ڈھانے کے واسطے
بنیاد صبر و شکر کی ڈالی حسینؑ نے

دنیا میں حشر تک کے لئے صورتِ علم
چھوڑا ہے اک نشان سوالی حسینؑ نے

آیا یزید لشکرِ جور و جفا کے ساتھ
صبر و رضا کی فوج بلالی حسینؑ نے

تا عمر انبیاء بھی جو حاصل نہ کر سکے
دولت وہ ایک دن میں کما لی حسینؑ نے

حُرِ جری کو تیشہ نصرت عطا کیا
باغِ ارم میں رکھ لیا مالی حسینؑ نے

دوشِ نبیؐ پہ زلفِ نبوت کو تھام کر
امت کی باگ ڈور سنبھالی حسینؑ نے

بس اک سوالِ بیعتِ فاسق کو رد کیا
ورنہ کسی کی بات نہ ٹالی حسینؑ نے

بس رخ کیا نجف کی طرف کہہ کے یاعلیؑ
کڑیل جواں کی لاش اٹھالی حسینؑ نے

محشر یونہی بچھائیں گے فرشِ عزا حسینؑ
نبیؐ کی جیسے چالی حسینؑ نے

منقبت

فقط ہیں کرب وبلا ہی تلک کہاں عباسؑ
وفا کا سارے جہاں پر ہیں آسماں عباسؑ

قسم خدا کی کرو ناز جس قدر کم ہے
ملے وہ تم کو بہن ، بھائی ، باپ ، ماں ، عباسؑ

تمہارا ذکر اور ذکرِ علیؑ ہے یوں یکساں
ملا رہا ہو کوئی جیسے ہاں میں ہاں عباسؑ

تمہاری مدح میں الفاظ جمع کرتا ہوں
کہ جیسے چنتا ہوں پھولوں کی پتیاں عباسؑ

مجھے ہے علم کہ تم فی البدیہہ شاعر ہو
تمہیں نے دی مجھے بے ساختہ زباں عباسؑ

غرض مری ہے کہاں آپ کو میں زحمت دوں
جو حکم ہو تو خود آجاؤں میں وہاں عباسؑ

مجھے علم کے پھریرے کی آڑ کافی ہے
چلیں ہزار عداوت کی آندھیاں عباسؑ

بس ایک بار صدا دی ہے تم کو طوفاں میں
بچانے آئیں مجھے چودہ کشتیاں عباسؑ

نھیں تو گزرے بھی صدیاں گزر گئیں لیکن
مرے خیال میں ہیں آج تک جواں عباسؑ
تڑپ رہا ہوں میں روضے پہ حاضری کے لئے
پڑی ہیں پاؤں میں قسمت کی بیڑیاں عباسؑ
اُدھر ہیں جعفر صادقؑ اُدھر ہیں مہدیؑ دیں
تری فرات ہے دونوں کے درمیاں عباسؑ
جو آئے تیغ بکف غیض میں امامِ زماںؑ
تو لوگ سمجھے کہ آیا ہے بارہواں عباسؑ
جو دیکھا روضہ شبیرؑ یوں ہوا محسوس
ہو جیسے یہ بھی تمہارا ہی آستاں عباسؑ
جو چاہو مانگ لو جی بھر کے آج محفل میں
کہ خود بہ نفسِ نفیس آج ہیں یہاں عباسؑ
جسے سمجھتی ہے دنیا کہ شور دریا ہے
تمہارے نام کی موجوں میں ہے اذاں عباسؑ
جو ہر امام کے کردار سے نمایاں ہیں
خدا نے تم کو بھی دی ہیں وہ خوبیاں عباسؑ
علم کی رحمتیں ہوتی ہیں جب تصور میں
مجھے تو دھوپ بھی لگتی ہے سائباں عباسؑ

خدا کے حکم سے حسنینؑ کے تصدق میں
تمہارے در ہی سے ملتی ہیں روٹیاں عباسؑ
معترین و خوارج کا میں مخالف ہوں
قلم سے لڑتا ہوں میں جنگِ نہرواں عباسؑ
خدا کے فضل سے کیا حسن اتفاق ہے آج
کہ میزبان ہیں عباسؑ میہماں عباسؑ
ہیں آپ کرب و بلا میں تو سندھ میں محشر
بہت یہ غیر مناسب ہیں دوریاں عباسؑ

۲۳-۱۱-۹۸ء
۳ شعبان

حضرت رسولؐ خدا

جشن خیر البشرؐ کی صورت میں
رحمتوں کو منا رہا ہوں میں
دے کے آواز یا رسولؐ اللہ
اپنے رب کو بلا رہا ہوں میں

سلام

قلم بیچ دے عباسؑ علم دار کے ہاتھ
ہو نہیں سکتے قلم ایسے قلم کار کے ہاتھ

کٹ بھی جائیں تو علم رہتے ہیں پنجے کی طرح
اونچے رہتے ہیں سدا عظمتِ کردار کے ہاتھ

کام تلوار کا لیتا ہوں قلم سے اپنے
حرمتِ شہؑ پہ اٹھے جب کسی غدار کے ہاتھ

کیجئے سینہ و زنجیر زنی یہ دنیا
کیا کریں دو ہی تو ہوتے ہیں عزادار کے ہاتھ

کردے جائیں قلم ہاتھ جو اپنے یارب
ماتمِ شاہ کو نکلیں در و دیوار کے ہاتھ

گھر سے یہ کہہ کے روانہ ہوئے زینبؑ کے پسر
دیکھنا جنگ میں اب جعفرطیار کے ہاتھ

تیغ کھینچی ہی تھی قاسمؑ نے غضب میں آکر
کٹ کے کچھ سر گرے مقتل میں تو دو چار کے ہاتھ

حکمِ شہؑ سے نہ بندھے ہوتے جو دستِ عباسؑ
جنگ میں دیکھتے پھر حیدرؑ کرار کے ہاتھ

خاک پر کانپ اٹھا لاشہ عباسؑ جری
جب پسِ پشت بندھے زینبِ غم خوار کے ہاتھ

ہوگئی فوجِ جفا کار میں ہل چل محشر
آئی دریا کی ترائی جو علم دار کے ہاتھ۔

منقبت

ثنا تمہاری کہاں اور میں کہاں سجادؑ
میں ایک قطرہ ہوں تم بحر بیکراں سجادؑ
ہو میری کشتی کے جب تم ہی پاسباں سجادؑ
ہے میرے واسطے بیکار بادباں سجادؑ
تمہیں پکارا ہے طوفان میں جہاں سجادؑ
بچانے آئیں مجھے چودہ کشتیاں سجادؑ
تمہارے سائے میں ہے میرا آشیاں سجادؑ
بھلا بگاڑیں گی کیا میرا بجلیاں سجادؑ
مرے قلم سے تمہارا نہ ہو بیاں سجادؑ
خدانخواستہ قرآن درمیان سجادؑ
تمہاری مدح میں الفاظ جمع کرتا ہوں
کہ جیسے چنتا ہوں پھولوں کی پتیاں سجادؑ
وہ ایک سجدۂ آخر بقائے دینِ خدا
اس ایک سجدۂ آخر کے پاسباں سجادؑ
قسم خدا کی کرو ناز جس قدر کم ہے
خدا نے تم کو عطا کی ہے ایسی ماں سجادؑ

مجھے تمہاری غلامی پہ اس قدر ہے غرور
مرا مزاج ہے اور چوتھا آسماں سجادؑ
تمہارے خیموں کا مجھ کو خیال آتا ہے
کسی مزار سے اٹھتا ہے جب دھواں سجادؑ
تمہارے نقشِ کفِ پا کا یہ تصدق ہے
مرے قلم کو نہ روکیں گی بیڑیاں سجادؑ

بارہ محمدؐ

کربلا اک آفتاب اور اس کی تنویریں بہت
جس طرح ایک خواب ہو اور اس کی تعبیریں بہت
ہیں محمدؐ سیرت و کردار میں بارہ امامؑ
ایک ہے نقشِ محمدؐ اس کی تصویریں بہت

منقبت

یاعلیؑ اجرِ رسالتؐ ہے محبت تیری
حیف اس دل پہ جو رکھتا ہے عداوت تیری

ہر عبادت سے جو افضل ہوئی ضربت تیری
کس بلندی پہ بھلا ہوگی عبادت تیری

مصطفیٰؐ ، مرتضیٰؑ ، اسلام میں ہیں پانچ حروف
دین تیرا ہے نبی تیرا امامت تیری

کفر کی قید سے آزاد نہ ہوتا اسلام
پیش بروقت اگر ہوتی نہ نصرت تیری

گھر خدا کا ہے ترا گھر تو ہے قرآں تیرا
مسجدیں تیری اذاں تیری اقامت تیری

جا کے کعبے میں مسلمان جو کرتے ہیں طواف
حج کہوں اس کو کہ سمجھوں اسے چاہت تیری

میں تری ذات سے اس واسطے مایوس نہیں
بخش دینا تو خطاؤں کو ہے عادت تیری

رزق عزت سے مسلمانوں کو تب ہوگا نصیب
مصطفیٰؐ کا ہو نظام اور حکومت تیری

میں تہی دست ہوں معروف ہے میری غربت
اور مشہور ہے دنیا میں سخاوت تیری

اور کسی کو تو نہیں کوئی شکایت تجھ سے
مشکلیں کرتی ہیں آپس میں شکایت تیری

شعر لکھتا ہوں تو بن جاتی ہے تیری تصویر
مجھ کو قرطاس پہ ہوتی ہے زیارت تیری

مرگئے تھے کہاں ناموسِ رسالتؐ کے امیں
بے ردا آئی جو دربار میں عترت تیری

دوسرا کعبہ سمجھ لیتی اسے بھی دنیا
خود ترے گھر میں اگر ہوتی ولادت تیری

فکر ، آواز ، قلم اور کلامِ محشرؔ
کچھ نہیں میرا ، ہے مولاؑ یہ امانت تیری

سلام

حدیبیہ میں خلقِ مصطفےٰ کی انتہا لکھ کر
مؤرخ چھوڑتا قرطاس پر پھر اور کیا لکھ کر
علیؑ ابنِ حسینؑ ابن علیؑ کا تذکرہ لکھ کر
قلم نے داد چاہی مدحتِ زین العبا لکھ کر
کیا ہے طغرۂ ایماں مکمل اس طرح حق نے
محمدؐ مرتضیٰؑ شبرؑ و شبیرؑ فاطمہؑ لکھ کر
تم اپنے حوصلے خود دیکھ لینا رزم گاہوں میں
ذرا بازو پہ باندھو یا علیؑ مشکل کشاؑ لکھ کر
فرشتو پہلے جو لکھا تھا وہ اشکوں نے دھو ڈالا
مرا اعمال نامہ لاؤ گے کیا دوسرا لکھ کر
قصیدہ کہنے والے متفق ہیں اس حقیقت پر
کہ بابِ فکر کھلتا ہے علی بابہا لکھ کر
میں اس بخشش کے بدلے حقِ جنت بیچ ڈالونگا
مجھے دیدے کوئی دو گز زمینِ کربلا لکھ کر
بلندی کوئی دیکھے تو ذرا عباسؑ غازی کی
قلم کا سر بھی اونچا ہوگیا لفظِ وفا لکھ کر

یہ کہہ کے نکالا گیا کعبے سے بتوں کو
اب صرف یہاں حیدر کرار رہیں گے

خیبر میں علیؑ کرب و بلا میں رہے عباسؑ
اب حشر تلک دو ہی علمدار رہیں گے

میں خلد میں رہنے کو مکاں کیوں نہ خریدوں
جب پاس میرے اشکوں کے دینار رہیں گے

مقتل میں بتاتے ہیں یہ بے شیر کے تیور
کیا سامنے میرے یہ کماں دار رہیں گے

کہتی تھیں یہ زندان میں زینبؑ سے سکینہؑ
کب تک پھوپھی ہم اور گرفتار رہیں گے

آپس میں حرم کہتے تھے سہمے ہوئے رو کر
بے پردہ کہاں تک سر بازار رہیں گے

ٹوٹے ہیں رہِ شام میں کچھ ایسے مصائب
اچھے نہ کبھی عابدؑ بیمار رہیں گے

یہ گلشن زہراؑ میں مہکتے ہی رہیں گے
پھولوں کی طرح نوحوں کے اشعار رہیں گے

جی چاہا جہاں میرا چلا جاؤں گا محشر
جنت میں بہتر کھلے دربار رہیں گے

منقبت

معلوم ہے مجھ کو مری تقدیر میں کیا ہے
جنت ہے درِ آلِ عبا فرشِ عزا ہے
یہ شاعری تو فاطمہ زہراؑ کی عطا ہے
محشر تو چارہ نہ پڑھا ہے نہ لکھا ہے
ہے پاس عمامہ نہ عبا ہے نہ قبا ہے
پھر بھی مجھے اللہ نے کیا رتبہ دیا ہے
جو مدحتِ اولادِ پیمبرؐ میں کہا ہے
وہ شعر درِ علم سے تصدیق شدہ ہے
یہ نعتِ محمدؐ ابوطالبؑ کی عطا ہے
جو نعتِ محمدؐ ہے وہی حمدِ خدا ہے
شعبِ ابوطالبؑ میں نہ خطرہ نہ قضا ہے
کیا اسکے مقابل میں بھلا غارِ حرا ہے
حاجی کے لئے جس طرح مروا و صفا ہے
یوں میرے لئے ارضِ نجف کرب و بلا ہے
اللہ سے واللہ یہی میری دعا ہے
آباد وہ گھر ہو کہ جہاں فرشِ عزا ہے

پیغمبرِ عالم کے آئین میں یہ رسم روا ہے
عہدے کے لئے پہلا حلف عہدِ وفا ہے
عباسؑ کا پرچم جو مرا راہ نما ہے
کس رخ پہ بتادوں میں زمانے کی ہوا ہے
جس دیں میں ہو شامل ابوطالبؑ کی عداوت
وہ دین مرے واسطے آسیب زدہ ہے
بغضِ ابوطالبؑ ہے تو پھر چھوڑدو اسلام
اسلام بھی تو ان کی ہی گودی کا پلا ہے
پیغمبرؐ نے تو پسینہ نہ دیا دین کی خاطر
جو خون بہا ہے ابوطالبؑ کا بہا ہے

قطعہ

جو چاہتا ہے کہ دنیا میں سر اٹھا کے چلے
ہمارے ساتھ قدم سے قدم ملا کے چلے
نبیؐ نے نصرتِ شبیرؑ کے دیئے تمغے
جو داغ سینوں پہ ماتم کے ہم سجا کے چلے

سلام

آلِ رسولؐ کی جو ہوتی نہ جاں فشانی
اسلام کو سمجھتی دنیا فقط کہانی
ہم اک عَلَم کے نیچے جب متفق نہیں ہیں
عباسؑ کے عَلَم کی کیا ہوگی پاسبانی
اہلِ عزا مسلماں اہلِ عزا ہیں مومن
واجب نماز ہم پر اور فرض نوحہ خوانی
جنگِ جمل میں آیا حیدرؑ کے جو مقابل
اس کی زمیں پہ بھی باقی نہیں نشانی
مقتول کے بھی حامی قاتل کی بھی حمایت
کیوں اختیار کی ہے یہ راہ درمیانی
شبیرؑ نے وہ ٹھوکر ماری ہے سلطنت کو
ٹھہری نہ اک جگہ پر ملکوں کی حکمرانی
اہلِ زباں تھے پھر بھی کچھ اشقیاء نہ سمجھے
اک تیر نے سمجھ لی اصغرؑ کی بے زبانی
باطل کو تاقیامت گونگا بنادیا ہے
کیا کام کر گئی ہے اصغر کی بے زبانی

لگتا ہے مجھ کو جیسے کل ہی کا واقعہ ہے
کرب و بلا کی باتیں کہنے کو ہیں پرانی
جب بھی میں دیکھتا ہوں دریا تری روانی
کانوں میں گونجتی ہے آواز پانی پانی
قاتل کے ہاتھ شائد کوئی پکڑ رہا ہے
رکتی ہے حلقِ شہ پر خنجر کی جو روانی
عابدؑ جو قتل ہوتے ہم بے امام ہوتے
کام آگئی ہمارے مولا کی ناتوانی
جاتا سوئے فلک جو اصغر کا خونِ ناحق
ہوتا نہ آسماں کا یہ رنگ آسمانی
اصغر کی اک ہنسی کا مفہوم تک نہ سمجھی
دنیا سمجھ رہی ہے خود کو بڑی سیانی
کس کی مجال ہے جو دیکھے نظر اٹھا کے
عباسؑ کر رہے ہیں خیموں کی پاسبانی
سینہ زنی ہماری مولا قبول کرلیں
زہراؑ قبول کرلیں ہم سب کی نوحہ خوانی
تب لطفِ شاعری ہے تب لطفِ نوحہ خوانی
محشرؔ کے نوحے سنیئے آفاقؔ کی زبانی

منقبت

ثنا شبیرؑ کی وردِ زباں ہے
مقدر آج مجھ پر مہرباں ہے

ثنائے شہؑ مرے بس کی کہاں ہے
میں قطرہ ہوں وہ بحرِ بیکراں ہے

علیؑ پر حال یوں سب کا عیاں ہے
خدا بندوں کا جیسے رازداں ہے

قلم جو مدحِ سرورؑ میں رواں ہے
یزیدی قلب پر نوکِ سناں ہے

دہن شہؑ کا پیمبرؐ کی زباں ہے
نبوتؐ کی امامتؑ ترجماں ہے

کہاں اے برق تو پائے گی مجھ کو
مرا باغِ ارم میں آشیاں ہے

چراغِ صلح گل کر کے تو دیکھو
تو پھر اسلام کیا ہے اک دھواں ہے

کہاں جائیں گے بچ کے شہہ کے دشمن
زمیں نیچے ہے اوپر آسماں ہے

نہیں شبرؑ و شبیرؑ جیسے بیٹے
نہ کوئی فاطمہ زہراؑ سی ماں ہے
حسینؑ ابنِ علیؑ کشتی کے لنگر
ردائے عصمتِ زہراؑ بادباں ہے
جہاں کھلتے ہیں گلہائے امامتؑ
وہ خاتونِ جناں کا گلستاں ہے
تماشہ بن گئی ہے رہنمائی
جسے دیکھو وہ میرِ کارواں ہے
کئے جا مدحتِ آلِ پیمبرؐ
یہی محشر حیاتِ جاوداں ہے
نہ جانے کس طرح الجھی ہے برچھی
سناں دل میں ہے یا دل میں سناں ہے
پدر کے سامنے لاشِ جواں ہے
مرے مولاؑ یہ کیسا امتحاں ہے

انتظار منتظر

بس اب تو جلد ظہور امامؑ ہو جائے
یہ روز روز کا قصہ تمام ہو جائے

یہ کہہ کے گر پڑا حر شاہ دیںؑ کے قدموں پر
مرا بھی کربلا والوں میں نام ہو جائے

پلٹ دوں جنگ کا نقشہ یہ کہتے تھے عباسؑ
جو اس غلام کو اذن امامؑ ہو جائے

قدم قدم پہ سکینہؑ یہ مانگتی تھی دعا
الٰہی جلد یہ رستہ تمام ہو جائے

نہ جانے مانگ لوں کیا کیا امام مہدیؑ سے
جو ایک لمحہ مرے گھر قیام ہو جائے

نہ تخت و تاج چھنے اور کبھی نہ رسوا ہو
جو بادشاہ علیؑ کا غلام ہو جائے

تڑپ رہا ہے بہت انتقامِ خونِ حسینؑ
علی کی تیغ بس اب بے نیام ہو جائے

جہاں کے ڈر سے اگر چھوڑ دیں عزاداری
تو مرنا جینا ہمارا حرام ہو جائے

سجاؤ بزمِ عزا ذکر اہلبیتؑ کریں
ولا کا آج تو اک ایک جام ہو جائے
مزا تو جب ہے کہ مشکل کشا کے دو الفاظ
زباں پہ آتے ہی سائل کا کام ہو جائے
ہو ایسا گزر کربلا سے ہو محشر
سحر نجف میں مدینے میں شام ہو جائے

حضرت امام رضاؑ

کہنے کو صرف شاہِ خراسان ہیں رضاؑ
واللہ فرش و عرش کے سلطان ہیں رضاؑ
جس نے نبیؐ کو دیکھا نہ ہو اِن کو دیکھ لے
کردار میں رسولؐ کی پہچان ہیں رضاؑ

سلام

پہلے ہم سے کیجئے کرب و بلا جانے کی بات
بعد میں پھر چھیڑیئے جنت کے کاشانے کی بات

جامِ کوثر کے تصور ہی سے میں مسرور ہوں
ساقیا مجھ سے نہ کر تو اپنے پیمانے کی بات

معتقد ہے ساقیِ کوثر کا واعظ بزم میں
چھیڑتا ہے گھر میں جاکر اپنے میخانے کی بات

آج بھی پیشِ نظر ہے حر تری بخشش کا راز
ورنہ قسمت میں تری اور خلد میں جانے کی بات

خیریت ہے مثلِ حر اب بھی بدل دو راستہ
ہم تو کرتے ہیں ہمیشہ تم کو سمجھانے کی بات

نام میں نے لے لیا شبیرؑ اور عباسؑ کا
جب کسی محفل میں اٹھی شمع پروانے کی بات

قلبِ لیلیٰ نوکِ نیزہ میں الجھ کر رہ گیا
کیا مقدر میں یہی تھی زلف سلجھانے کی بات

دل کو تڑپاتا ہے میرے قبرِ اصغر کا خیال
جب سرِ محفل کوئی کرتا ہے ویرانے کی بات

کیا گزرتی ہوگی قلبِ زینب و کلثوم پر
جب سکینہ قید میں کرتی تھی گھر جانے کی بات

اہلِ دل روتے نہیں ہیں کیوں غمِ شبیرؑ میں
یہ تو ہے خنجر کلیجے میں اتر جانے کی بات

قطعہ

السلام اے جانِ پیغمبرؐ حسینؑ ابنِ علیؑ
السلام اے صبر کے پیکر حسینؑ ابنِ علیؑ
ایک تیرے سر کی قربانی کا سارا فیض ہے
ہیں تری مجلس میں سر ہی سر حسینؑ ابنِ علیؑ

منقبت

جو شہرِ علم کے در پر نہیں ہے — جہل کی حد سے وہ باہر نہیں ہے
جہاں فرشِ غمِ سرورؑ نہیں ہے — وہ اک خالی مکاں ہے گھر نہیں ہے
بنے کی فوج کیسے منقبت کی — اگر الفاظ کا لشکر نہیں ہے
برابر میں بھی ہوتا جوہری کے — مری فطرت میں وہ جوہر نہیں ہے
سرِ منبر ادب سے بیٹھ واعظ — عزاخانہ ہے تیرا گھر نہیں ہے
خدا کا شکر ہے ہم شاعروں میں — کوئی منبر کا سوداگر نہیں ہے
خدا کو جان کر جانا ہے ہم نے — پیمبرؐ پر یقیں سن کر نہیں ہے
بغیر ذکرِ حیدرؑ یوں ہے اسلام — کہ جیسے جسم ہے اور سر نہیں ہے
جہاں میں نام کے حیدر بہت ہیں — علیؑ جیسا کوئی حیدرؑ نہیں ہے
علی کو صرف اک لشکر نہ کہیے — یہ پوری فوج ہے لشکر نہیں ہے
نہ جانے کس طرف پھینکا علیؑ نے — کہ خیبر ہے درِ خیبر نہیں ہے
شریفنِ حرم یہ کیوں ہے پردہ — اگر کعبے میں کوئی در نہیں ہے
ابوذر کے مقابل کوئی آئے — کسی کے پاس اتنا زر نہیں ہے
مزا کچھ اور اس محفل میں آتا — یہاں پالان کا منبر نہیں ہے

غلامِ آلِ پیغمبرؐ ہے محشر
کسی قلاش کا نوکر نہیں ہے

منقبت

تاثیر ارضِ کرب و بلا ہم سے پوچھیے
کہتے ہیں کس کو آبِ بقا ہم سے پوچھیے

کس طرح مانگتے ہیں دعا ہم سے پوچھیے
دیں مشکلوں میں کس کو صدا ہم سے پوچھیے

کوئی بہت سے کرتے ہیں مشکل کشائی کا
ہے کون اصل عقدہ کشا ہم سے پوچھیے

در در کی خاک چھانتے رہے تمام عمر
ملتی کہاں ہے خاکِ شفا ہم سے پوچھیے

صدیوں سے اہلِ فکر کو جس کی تلاش ہے
اُس قبرِ بے نشاں کا پتا ہم سے پوچھیے

ہم اپنے ساتھ رکھتے ہیں عباسؑ کا علَم
کس رخ سے کب چلے گی ہوا ہم سے پوچھیے

جو منکر و متنفر آلِ رسولؐ ہیں
دی جائے ان کو کیسی سزا ہم سے پوچھیے

نسخہ غمِ حسینؑ کا رکھتے ہیں پاس ہم
کس دکھ کی کون سی ہے دوا ہم سے پوچھیے

ناراض ہو کے کن سے گئیں بنتِ مصطفیٰؐ
اور دے گئی ہیں کن کو دعا ہم سے پوچھیے

مجلس جہاں ہو آتی ہیں جنت سے فاطمہؑ
کیا چیز ہے یہ فرشِ عزا ہم سے پوچھیے

قرآن و اہلبیتؑ کے رہتا ہے درمیاں
محفوظ کا حشر روزِ جزا ہم سے پوچھیے

سلام

سلامی جب ثنا کرتا ہوں میں آلِ پیمبرؐ کی
مری جانب بڑھی آتی ہیں موجیں حوضِ کوثر کی

گزر کر فرقِ مرحب سے چلی جب تیغ حیدرؑ کی
زمیں نے ڈر کے چادر اوڑھ لی جبریلؑ کے پر کی

علم لے کر وہ آئے جب مقابل بابِ خیبر کے
تو خیبر دیکھتا تھا ان کی صورت اور وہ خیبر کی

نہ جھنجلا کر کہیں اک روز وہ کعبے سے پھر جائیں
خدارا چھوڑ دیجے گفتگو دیوار میں در کی

یقیناً آیۂ تطہیر کی حرمت پہ حرف آتا
شبِ ہجرت حفاظت گر علیؑ کرتے نہ بستر کی

علم جب دے چکے عباسؑ غازی کو شہہؑ والا
نظر میں پھر گئی بے ساختہ تصویر حیدرؑ کی

جو خود ہی ہو امامِ وقت میرِ کارواں خود ہو
بیاں کس سے کرے جاکر اذیت طوق و لنگر کی

علیؑ اکبر کے زخمِ دل پہ بن جاتی ہے اک مرہم
اذانوں سے صدا آتی ہے جب اللہ اکبر کی

فرشتوں کا لکھا یوں ہی دھرا رہ جائیگا اک دن
جنابِ فاطمہؑ دیکھیں گی جب تحریر محشر کی

سلام

قلبِ انساں پہ غمِ شہہ کا اثر ہے کہ نہیں
آنکھ پیاسوں کے لئے آج بھی تر ہے کہ نہیں

سر کو خم کرکے بتا مُجھ تجھے خالق کی قسم
بابِ فردوسِ بریں شاہؑ کا در ہے کہ نہیں

جس کو شبیرؑ نے سینچا تھا لہو سے اپنے
آج سر سبز وہ ایماں کا شجر ہے کہ نہیں

ضو فشاں عالمِ ایثار ووفا پر اب تک
خاندانِ بنی ہاشم کا قمر ہے کہ نہیں

سن کے ذکرِ غمِ شبیرؑ نہ رونے والے
تیرے سینے میں یہ پتھر کا جگر ہے کہ نہیں

شاہؑ کو تیرِ ستمگر سے بچانے کے لئے
گردنِ اصغرِ بے شیر سپر ہے کہ نہیں

رن کو اکبر جو چلے رو کے یہ لیلیٰ نے کہا
میرے ارمانوں کی کچھ تم کو خبر ہے کہ نہیں

دیکھ کر چاند سے اصغر کو یہ کہتی تھی ربابؑ
اے فلک میرا پسر رشکِ قمر ہے کہ نہیں

کھینچ کر سینہ اکبر سے سناں شہ نے کہا
بیٹا بتلاؤ کہ اب دردِ جگر ہے کہ نہیں

ڈال دو اپنے علم ہی کا پھریرا عباسؑ
دیکھو بازار میں زینب کھلے سر ہے کہ نہیں

دامنِ فاطمہؑ زہراؑ میں مرا ہر آنسو
حاصلِ خلد بریں لعل و گہر ہے کہ نہیں

قاسمؑ و اکبرؑ و عباسؑ نہ اصغرؑ ہی رہے
آج شبیر کا اجڑا ہوا گھر ہے کہ نہیں

پوچھا رہوار سے روکر یہ سکینہ نے بتا
خیریت سے مرا مظلوم پدر ہے کہ نہیں

عمر بھر بانوئے مضطر کو یہ بے چینی تھی
چین سے زیرِ زمیں میرا پسر ہے کہ نہیں

اتنی عزت جو ملی تجھ کو جہاں میں محشرؔ
تیرے اشعار پہ مولاؐ کی نظر ہے کہ نہیں

ابتدائی شاعری ۶۲ء

سلام

زمانے میں ہو کوئی نفسِ پیغمبرؐ تو ہم جانیں
علیؑ کی بات کیا ہولے کوئی قنبر تو ہم جانیں

ہے دعویٰ جاں نثاری کا بہت اسلام والوں کو
دکھائیں راہ حق میں دے کے اپنا سر تو ہم جانیں

منائے جو عشرے شوق سے فرضی شہادت کے
دکھاؤ سوگ میں ان کے ذرا رو کر تو ہم جانیں

بغیرِ حبِ حیدرؑ جو نبیؐ کے عشق میں ڈوبے
ابھر کر ہم کو دکھلائے لبِ کوثر تو ہم جانیں

ہے پہرہ علقمہ پر آج تک عباسؑ غازی کا
ذرا کوئی پرندہ مار تو لے پر تو ہم جانیں

پہاڑوں کے بھی ہل جاتے ہیں دل نام علی سن کر
کسی کے نام پر ہل جائے اک کنکر تو ہم جانیں

غنی گزرے ہیں لاکھوں نام کے اس دار فانی سے
لٹا دے راہ حق میں کوئی اپنا گھر تو ہم جانیں

جسے چاہے بنا دو جانشین احمدؐ مرسل
سلونی کا کرے دعویٰ سر منبر تو ہم جانیں

کہا للکار کے شیر خدا نے جیت کر میداں
کوئی اب چھین لے ہم سے درِ خیبر تو ہم جانیں
بجز عباسؑ دنیا میں سنے ہیں اور نہ دیکھے ہیں
ہو تنہا کوئی اپنی ذات میں لشکر تو ہم جانیں
ہمارا دل نکل سکتا ہے سینے سے یہ ممکن ہے
نکالے کوئی اس دل سے غم سرور تو ہم جانیں
نہ زوجہ ہوگی کوئی فاطمہ زہراؑ سی دنیا میں
علیؑ جیسا دکھا دو کوئی اک شوہر تو ہم جانیں
کہا کرتی تھیں زینبؑ ہے ہمارا شیر سا بھائی
دکھائے سر سے کوئی چھین کے چادر تو ہم جانیں
تو شاعر ہے شہہؑ دین کا تجھے کیا خوف ہے محشرؔ
تجھے ایذا ہو کوئی قبر کیا اندر تو ہم جانیں

سلام

تشنگی کچھ اور بڑھ جاتی ہے اکثر دھوپ میں
کیا گزرتی ہوگی اُن تشنہ لبوں پر دھوپ میں
ظلم کے سائے میں تھا بیٹھا ہوا ظالم یزید
صبر کے سائے تلے آلِ پیمبرؐ دھوپ میں
معجزاتِ سرورؐ پہ سورج کو پسینے آگئے
مطمئن دیکھا جو شہ کو زیرِ خنجر دھوپ
لڑ نہیں سکتا کوئی سیراب ہو کے اسطرح
جس شجاعت سے لڑا پیاسوں کا لشکر دھوپ میں
جتنی بڑھتی جارہی تھی تشنگی عاشور کو
کھل رہے تھے اور بھی پیاسوں کے جوہر دھوپ میں
دیکھ لے حُر دامنِ شبیرؑ کی یہ رحمتیں
ورنہ لے جاتا تجھے اک دن مقدر دھوپ میں
بولیں لیلیٰ شہؑ سے خیمے میں ذرا لے آیئے
گرم ریتی پر پڑا ہے میرا اکبرؑ دھوپ

تیر کھا کر ڈھل گیا ننھا سا منکا اس طرح
جس طرح مرجھا کے رہ جائے گلِ تر دھوپ میں
چاند بھی بدلی میں چھپ جاتا تھا جن کو دیکھ کر
بیبیاں ہیں وہ رسن بستہ کھلے سر دھوپ میں
بعدِ قتلِ شہ یہ تھا ہر روز معمولِ ربابؓ
اوس میں رہتی تھیں شب بھر اور دن بھر دھوپ میں
حشر میں چمکیں گے محشرؔ اس طرح تیرے سلام
جس طرح سے جھلملاتا ہے سمندر دھوپ میں

حضرت امام محمد تقیؑ

بڑے ہی صاحبِ توقیر ہیں امام تقیؑ
رسولؐ پاک کی تصویر ہیں امام تقیؑ
جو آٹھ پارے مکمل ہوئے امامت کے
انہیں کی بولتی تفسیر ہیں امام تقیؑ

سلام

مسندِ غم بچھائی جاتی ہے — بزمِ ماتم سجائی جاتی ہے
یاد آتی ہے ایک ننھی لحد — جب بھی شمع جلائی جاتی ہے
کوئی بتلائے قیدِ زنداں میں — کوئی تربت بنائی جاتی ہے
رن کو اکبرؑ چلے تو ماں نے کہا — عمر بھر کی کمائی جاتی ہے
کس کو گھیرے ہوئے ہیں اہلِ حرم — کس کی منت بڑھائی جاتی ہے
اک ردا دے دو شاہ کو کبریٰ — لاشِ قاسمؑ اٹھائی جاتی ہے
جو نقاہت سے چل نہیں سکتا — اس کو بیڑی پنہائی جاتی ہے
بولیں زینبؑ اٹھو۔ اٹھو عابدؑ — آگ گھر میں لگائی جاتی ہے
تیر گردن پہ کھالو اے اصغرؑ — پیاس یوں بھی بجھائی جاتی ہے

ذکرِ مولاؑ کا فیض ہے محشرؔ
تیری شہرت جو پائی جاتی ہے

۱۹۶۶ء

سلام

جو مجلس حسینؑ میں شامل دکھائی دے
وہ فاطمہؑ کو خلد کے قابل دکھائی دے

جو ذکر اہلبیتؑ سے غافل دکھائی دے
شاعر کہیں کا ہو مجھے جاہل دکھائی دے

رخسارِ کائنات پہ کعبہ ہے اس طرح
جیسے حسین رخ پہ کوئی تل دکھائی دے

گہرائیوں سے دل کی اگر لو علیؑ کا نام
تم کو بھنور کی تہہ میں بھی ساحل دکھائی دے

ہے اس قدر شعور میں بہلول کا جنوں
عالم بھی جس کے سامنے جاہل دکھائی دے

رہتا ہے جو زبان پہ ہر خاص و عام کی
وہ شعر مجھ کو خلد کا حاصل دکھائی دے

کچھ دیر فرض کیجئے اہل عزا نہ ہوں
سارا جہاں حسینؑ کا قاتل دکھائی دے

اس باپ کی تڑپ کا تو اندازہ کیجئے
کڑیل جواں پسر جسے بسمل دکھائی دے

کرتے تھے یاد شام کو روتے تھے زار زار
عابدؑ کو جب کسی کی بھی محمل دکھائی دے

محشرؔ وہ کیسے سمجھے گا قرآن و اہلبیتؑ
تاریخِ کربلا جسے ناول دکھائی دے

۱۹۸۷ء

قطعہ

علیؑ کا در فرشتوں کی جبیں ہے
زمیں کی گود میں عرش بریں ہے
وہ اہلبیتؑ سے رکھتے ہیں الفت
قیامت تک جنہیں مرنا نہیں ہے

سلام

شبیرؑ کی مجلس میں قضا مانگ رہا ہوں
تاحشر میں جینے کی دُعا مانگ رہا ہوں

ہوں قبر میں آسان مری مشکلیں مولاؑ
اک چٹکی فقط خاکِ شفا مانگ رہا ہوں

ہے مجھ کو تری خاک میں ملنے کی تمنا
تھوڑی سی زمیں کرب وبلا مانگ رہا ہوں

رومال میں زہراؑ کے سجے گا یہی ہدیہ
اللہ سے بس اشکِ عزا مانگ رہا ہوں

تعویز کی صورت میں ہے جو مشک علم میں
ایسا ہی میں اک نقشِ وفا مانگ رہا ہوں

میں ہوش میں لانے کے لئے اہلِ عزا کو
عباسؑ کے پرچم کی ہوا مانگ رہا ہوں

باندھے ہوں تصور میں مَیں احرامِ عقیدت
کعبے سے نصیری کا خدا مانگ رہا ہوں

"مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی"
بے شیرؑ کے لڑنے کی ادا مانگ رہا ہوں

لیلیٰؑ کو یہ شبیرؑ نے دی کہہ کے تسلی
اکبرؑ کے میں جینے کی دعا مانگ رہا ہوں

لکھنے کے لئے قاسمؑ نوشاہ کا سہرا
کبریٰؑ ترے ہاتھوں کی حنا مانگ رہا ہوں

عباسؑ کی ہر وقت زیارت کروں محشرؔ
اس واسطے جنت میں جگہ مانگ رہا ہوں

۱۹۹۱ء

قطعہ

نہ دیر سے اور نہ کچھ حرم سے لیا
ہم نے سب کچھ شہہِ امم سے لیا
سانس تھکتا نہیں جو ماتم میں
سوز یہ نادِ علی کے دم سے لیا

ہے ہے علی اکبرؑ

کہتی تھی یہ ماں خوں بھری میت سے لپٹ کر
تم مرگئے اور زندہ رہی مادر مضطر ہے ہے علی

ارمان تھا پہناؤں گی پوشاک شاہانی
افسوس کہ راس آئی نہ تجھ کو یہ جوانی
کیسا تھا مقدر ہے ہے علی اکبرؑ

اٹھارہ برس پال کے پروان چڑھایا
وہ گیسوؤں والا ہے مرا خوں میں نہایا
کیا ہوگیا دلبر ہے ہے علی اکبرؑ

تم ہچکیاں لے لے کے جو دم توڑ رہے ہو
منہ ماں سے ہمیشہ کے لئے موڑ رہے ہو
کیوں روٹھے ہو دلبر ہے ہے علی اکبرؑ

یہ زخم کلیجے کا پیمبرؐ کو دکھانا
یہ سوکھی زباں ساقی کوثر کو دکھانا
اے تشنہ کوثر ہے ہے علی اکبرؑ

پہلے تو اک آواز پہ اٹھ جاتے تھے بیٹا
اب اتنی صداؤں پہ بھی پہلو نہیں بدلا
کیا ہوگیا دلبر ہے ہے علی اکبرؑ

ماں تیری جدائی میں بھلا کیسے جئے گی
مرجائیگی صغرا جو خبر تیری سنے گی

اب کیا کروں جی کر بے بے علی اکبرؑ
قربان ہو ماں تجھ پہ مرے گیسوؤں والے
ماں زندہ رہی مر نہ گئی تیری بلا لے
صدقے ہو یہ مادر بے بے علی اکبرؑ
کرتی تھی زیارت میں پیمبرؐ کی تجھی سے
اب گھر میں کسے دوں گی میں تشبیہ نبیؐ سے
ہمشکل پیمبرؐ بے بے علی اکبرؑ
اتنا تو ذرا ٹھہرو تمہیں دولہا بنالوں
بس ایک جھلک سہرے کی صغراؑ کو دکھالوں
بے چین تھی خواہر بے بے علی اکبرؑ
ٹھہرو کہ میں اٹھارویں منت تو بڑھالوں
پھر لے کے بلائیں تمہیں جینے کی دعا دوں
قربان ہو مادر بے بے علی اکبرؑ
آئیں جو ہمیں لوٹنے خیمے میں ستمگر
ماں دے گی صدائیں علی اکبرؑ علی اکبرؑ
چھن جائے گی چادر بے بے علی اکبرؑ
جب کوئی جواں لاش نظر آتی ہے محشر
اک یاد سوئے کرب و بلا جاتی ہے محشر
بلکول کہتا ہے روکر بے بے علی اکبرؑ

نوحہ

کہتی ہے روحِ فاطمہؑ زہرا نہ چھوڑنا
عباسؑ میرے لعل کو تنہا نہ چھوڑنا

پالا ہے پیس پیس کے دن رات چکیاں
ہاتھوں پہ میرے آج بھی چھالوں کے ہیں نشاں
شبیرؑ کو زمیں پہ تڑپتا نہ چھوڑنا

بیٹا وہ تم ہو جس پہ پیمبرؐ کو ناز ہے
اور بازوؤں پہ فاتحِ خیبر کو ناز ہے
گھیریں اگر حسینؑ کو اعدا نہ چھوڑنا

مقتل میں جب اٹھائیگا کڑیل جواں کی لاش
ہوگا مرے حسینؑ کا دل غم سے پاش پاش
دینا سہارا، اپنا سہارا نہ چھوڑنا

دیکھو حرم نہ ہوں کہیں مقتل میں بے ردا
تم ہی تو ایک ہو مرے بچوں کا آسرا
بیٹا درِ حسینؑ کا پہرا نہ چھوڑنا

جانا جو پانی لینے کو جاہ و حشم کے ساتھ
مشکِ سکینہ بھی ہو تمہارے علم کے ساتھ

چھ ماہ کے صغیر کو پیاسا نہ چھوڑنا
شاید کہ آ نہ جائے سکینہؑ فرات پر
اصغرؑ کے واسطے لئے کوزہ فرات پر
اب حشر تک فرات کا قبضہ نہ چھوڑنا
عباسؑ کے علم کا پھریرا ہے سائباں
محشر خدا کے حکم سے گر بند ہو زباں
پڑھنا لحد میں شاہ کا نوحہ نہ چھوڑنا
عباسؑ میرے لعل کو تنہا نہ چھوڑنا

ثانی زہراؑ جناب زینبؑ

رود تم پہ شریکِ مجھ نعم زینبؑ
سلام تم پہ سدا فاطمہؑ حشم زینبؑ
لیؑ کی طرح مقدس ہیں حضرتِ شبیرؑ
لِ فاطمہؑ زہرا ہیں محترم زینبؑ

نوحہ

پکاریں شانہ ہلا کے مادر اٹھو سکینہؑ سحر ہوئی ہے
نہ روٹھو غمگین ماں سے دلبر اٹھو سکینہؑ سحر ہوئی ہے

اٹھو کہ عباسؑ آرہے ہیں وہ بھر کے مشکیزہ لا رہے ہیں
نہ ظلم ڈھائے گا کوئی تم پر اٹھو سکینہؑ سحر ہوئی ہے

نہ کوئی مارے گا تازیانے نہ آئیگا اب کوئی ستانے
نہ شمر لے گا تمہارے گوہر اٹھو سکینہؑ سحر ہوئی ہے

قفس میں یوں ہم سے منہ نہ موڑو رہو نہ خاموش کچھ تو بولو
نہ پاس اکبرؑ ہیں اور نہ اصغرؑ اٹھو سکینہؑ سحر ہوئی ہے

نہ کم سنی میں سکون پایا اٹھا ہے سر سے پدر کا سایہ
نہ جانے کیسا تھا یہ مقدر اٹھو سکینہؑ سحر ہوئی ہے

تڑپ کے فرقت میں اب نہ رونا پدر کے سینے پہ جا کے سونا
بلانے آئے ہیں تم کو سرورؑ اٹھو سکینہؑ سحر ہوئی ہے

نہ لڑکھڑاؤ گی راستوں میں رسن بندھے گی نہ بازوؤں میں
نہ سر برہنہ پھرو گی در در اٹھو سکینہؑ سحر ہوئی ہے

پدر سے تم کو چھڑانے والے اور ہم کو در در پھرانے والے
نہ بخشے جائیں گے روزِ محشر اٹھو سکینہؑ سحر ہوئی ہے

سلام

اذاں ہے مصطفیٰؐ اور مرتضیٰؑ میری اقامت ہے
یہی مذہب ہے میرا اور یہی میری عبادت ہے
جلائیں مسجدیں اس پر جہاں والوں کو حیرت ہے
لگادیں آگ جو کعبے میں اُن سے کیا شکایت ہے
ذرا دیکھو مسلمانوں کو یہ کیسی عقیدت ہے
جلایا اس لئے قرآں کہ یہ شمعِ ہدایت ہے
یہ کیوں شبیرؑ کی دریا دلی پر حُر کو حیرت ہے
خطائیں بخش دینا اس گھرانے کی تو عادت ہے
اسیری بے ردائی ہے، عطش ہے سر ہیں نیزوں پر
ذرا دیکھو نبیؐ کی آل پر کیسی قیامت ہے
اسے تو دے دو پانی شاہ فرماتے تھے اعدا سے
بھلا چھ ماہ کے بچے سے تم کو کیا عداوت ہے
سہارا دو ذرا عباسؑ آکر اپنے بھائی کو
ضعیفی ہے نقاہت ہے جواں بیٹے کی میت ہے
یہاں ہے کربلا عقبیٰ میں ہے باغِ ارم محشرؔ
یہاں بھی ایک جنت ہے وہاں بھی ایک جنت ہے

۱۹۸۳ء

نوحہ

اے علی اکبرؑ اے علی اکبرؑ
شبیہِ پیمبرؐ اکبرؑ ذبح بہ میدان

یہ سبطِ پیمبرؐ کی لیلیٰ کی کمائی ہے
کیا مادرِ اکبرؑ نے تقدیر یہ پائی ہے
خیموں میں بپا ماتم اے میرے جواں اکبرؑ ذبح بہ میدان

اکبرؑ تری شادی کا ارمان تھا خواہر کو
پوشاک شاہانی وہ پہنائے برادر کو
خیموں میں بپا ماتم اے میرے جواں اکبرؑ ذبح بہ میدان

شہزادۂ اکبر ہیں تصویرِ پیمبرؐ کی
ڈوبے نہ کہیں خوں میں تفسیر پیمبرؐ کی
خیموں میں بپا ماتم اے میرے جواں اکبرؑ ذبح بہ میدان

اکبرؑ نے دمِ رخصت جینے کی دعائیں لیں
اور کانپتے ہاتھوں سے زینب نے بلائیں لیں
خیموں میں بپا ماتم اے میرے جواں اکبرؑ ذبح بہ میدان

بیٹا نہ کسی کا یوں مرجائے جوانی میں
ماتم کی صدائیں ہیں دریا کی روانی میں
خیموں میں بپا ماتم اے میرے جواں اکبرؑ ذبح بہ میدان

جو نازوں کا پالا ہے اٹھارہ برس والا

لیلیٰ کا دلارا ہے اٹھارہ برس والا
خیموں میں بپا ماتم اے میرے جواں اکبرؑ ذبح بہ میدان

سوچا بھی نہ تھا ماں نے یہ دن کبھی آئیگا
مرنے کے لئے اکبرؑ میدان میں جائے گا
خیموں میں بپا ماتم اے میرے جواں اکبرؑ ذبح بہ میدان

پھر کون بچائیگا کرتی تھیں بکا مادر
چھینے گا لعیں آکے جب سر سے مرے چادر
خیموں میں بپا ماتم اے میرے جواں اکبرؑ ذبح بہ میدان

پیری ہے نقاہت ہے اور سبط پیمبرؑ ہیں
فرزند کی میت ہے اور سبط پیمبرؑ ہیں
خیموں میں بپا ماتم اے میرے جواں اکبرؑ ذبح بہ میدان

مولاؑ کی عنایت ہے پڑھتا ہے نقی نوحہ
ہمشکل پیمبرؑ کا شبیرؑ کو ہے پرسہ
خیموں میں بپا ماتم اے میرے جواں اکبرؑ ذبح بہ میدان

مل جائے جو اکبرؑ کی دہلیز مجھے محشر
دن رات پڑھوں نوحہ یہ خاک پہ سر رکھ کر
خیموں میں بپا ماتم اے میرے جواں اکبرؑ ذبح بہ میدان

نوحہ

مقتل میں صدا دیتی تھیں یہ زینبؑ مضطر عباسؑ تم کہاں ہو
آیا ہے ہمیں لوٹنے اب شام کا لشکر عباسؑ تم کہاں ہو
ہر سمت سے ہے فوجِ ستمگر ہمیں گھیرے
جلتے ہوئے خیمے ہیں بھڑکتے ہوئے شعلے
بے پردہ نکل جاؤں کہ مر جاؤں میں جل کر عباسؑ تم کہاں ہو
رخسار پہ معصوم کے لگتے ہیں طمانچے
دیکھو تو لعیں مارتا ہے پشت پہ دُرّے
ڈھاتا ہے سکینہؑ پہ ستم شمر ستمگر عباسؑ تم کہاں ہو
سب قتل ہوئے اب کسے جینے کی دعا دوں
اس عالم غربت میں بھلا کس کو صدا دوں
اب عون و محمدؑ ہیں نہ قاسم ہیں نہ اکبرؑ عباسؑ تم کہاں ہو
آواز بھی باہر نہ گئی گھر سے ہمارے
اک لمحہ بھی اتری نہ ردا سر سے ہمارے
اب دیکھو لعیں چھین رہے ہیں مری چادر عباسؑ تم کہاں ہو

بے آب و غذا دشت میں رہنا تھا گوارہ
چھٹتا نہ مگر ہم سے رداؤں کا سہارا
کس طرح سے بے پردہ پھرا جائے گا در در — عباسؑ تم کہاں ہو

اب دیکھا نہیں جاتا سکینہؑ کا تڑپنا
سر پیٹنا اور لاشۂ بے سر سے لپٹنا
مر جائے نہ مقتل میں کہیں بے کس و مضطر — عباسؑ تم کہاں ہو

دیکھو تو ذرا سید سجادؑ کی حالت
اُس ضعف و نقاہت میں یہ لنگر کی اذیت
بیمار کہاں اور کہاں آہنی لنگر — عباسؑ تم کہاں ہو

زینبؑ کی یہ فریاد ہے ہم سب کی مناجات
دل کہتا ہے ہر لب پہ وظیفہ ہو یہ دن رات
ہر پرچم عباسؑ پہ لکھا ہو یہ محشر — عباسؑ تم کہاں ہو

۱۹۹۳ء

نوحہ

بین کرتی تھیں یہ فرواؔ مرے پیارے قاسمؑ
اے مرے چاند مرے راج دلارے قاسمؑ

کیا اسی دن کے لئے ماں نے تمہیں پالا تھا
دیکھوں سہرے کی جگہ خون کے دھارے قاسمؑ

ماں کو ڈھارس بڑی ہوتی ہے جواں بیٹے سے
چھوڑ کے ماں کو چلے کس کے سہارے قاسمؑ

اٹھ کے دیکھو تو ذرا بیوہ دلہن کی صورت
ہائے کیا حال ہوا رنج کے مارے قاسمؑ

آج کے دن کی وصیت تھی وہ تعویذِ حسنؑ
میں نہ سمجھی تھی یہ قسمت کے اشارے قاسمؑ

سر بھی چھوڑا نہ ترے جسم بریدہ پہ ترا
اشک کیسے تری ماں شکل پہ وارے قاسمؑ

جب مدینے میں خبر آئی کسی شادی کی
رو کے فرواؔ نے کہا ہائے ہمارے قاسمؑ

جب بھی سینے سے لگاتا ہے یہ محشرؔ قرآں
یاد آتے ہیں تری لاش کے پارے قاسمؑ

نوحہ

بین کرتی تھی یہ مادر کہ شام ہوتی ہے
اب آؤ گود میں اصغر کہ شام ہوتی ہے

اندھیری قبر ہے تنہائی ہے بیاباں ہے
نہ کوئی بھائی بہن پاس ہے نہ یہ ماں ہے
نہ چین پاؤ گے ڈر کر کہ شام ہوتی ہے
یہ بین کرتی تھی مادر کہ شام ہوتی ہے

لکھا ہے فاطمہ صغرا نے خط مدینے سے
لحد میں کون لگائے گا تم کو سینے سے
بہن وطن میں ہے مضطر کہ شام ہوتی ہے
یہ بین کرتی تھی مادر کہ شام ہوتی ہے

تمہاری چاندسی صورت کے ماں تصدق ہو
تمہاری پیاس پہ آب رواں تصدق ہو
اداس اداس ہے یہ گھر کہ شام ہوتی ہے
یہ بین کرتی تھی مادر کہ شام ہوتی ہے

اب آؤ لعل بدل دوں میں خوں بھرا کرتا
گلے کا زخم دکھا جاؤ ماں کو اے بیٹا
تڑپ رہی ہے یہ مادر کہ شام ہوتی ہے

نوحہ

ہوتے رہتے تھے جسے حلّہ فردوس عطا
وہ شہنشاہِ زمن جس کو کفن بھی نہ ملا

وہ محمدؐ کا نواسہ وہ حسینؑ ابنِ علیؑ
گلشن فاطمہ زہراؑ کی وہ معصوم کلی
نام ہے پنجتنؑ پاک میں یہ حرف جلی
حرمتِ دینِ خدا جس کی شہادت میں ڈھلی
وہ شہنشاہ زمن جس کو کفن بھی نہ ملا

جھولا جبریلؑ نے بچپن میں جھلایا وہ حسینؑ
دوش پر جس کو پیمبرؐ نے بٹھایا وہ حسینؑ
جس پہ قرآن کے پاروں کا تھا سایہ وہ حسینؑ
پانی دل کھول کے دشمن کو پلایا وہ حسینؑ
ہائے اس بیکس و نادار کو پانی نہ دیا
وہ شہنشاہ زمنؑ جس کو کفن بھی نہ ملا

دشت میں گھیر لیا جس کو بلا کر مہماں
سامنے جس کے تڑپتا رہا اکبرؑ سا جواں
کھینچ لی جس نے جواں بیٹے کے سینے سے سناں
جس کے ہاتھوں پہ ہوا قتل پسر تشنہ دہاں
آخری ناصر و معصوم بھی جس کا نہ رہا

وہ شہنشاہ زمنؑ جس کو کفن بھی نہ ملا

خوب روتے ہیں جو اپنا کوئی مرجاتا ہے
لاشہ بے والی و وارث کا کفن پاتا ہے
اور ترس کھا کے اسے کوئی بھی دفناتا ہے
تعزیت کے لئے دشمن بھی چلا آتا ہے
ہائے افسوس جگر گوشۂ محبوبؐ خدا
وہ شہنشاہ زمنؑ جس کو کفن بھی نہ ملا

ہائے پامال ہوئی لاش حسینؑ ابن علیؑ
بھائی کی لاش پہ معصوم بہن رو نہ سکی
لاش عریاں پہ لہو چشم فلک روتی تھی
کلمہ پڑھتے تھے پیمبرؐ کا اور ہنستے تھے شقی
لاش پر جمتی تھی خاک اور یہ دیتی تھی صدا
وہ شہنشاہ زمنؑ جس کو کفن بھی نہ ملا

پرچم حضرت عباسؑ اٹھانے والے
رہیں آباد عزاخانے سجانے والے
اور سلامت رہیں نوحوں کے سنانے والے
غم سرورؑ میں ہیں جو اشک بہانے والے
فاطمہؑ زہرا انہیں خلد سے دیتی ہیں دعا

وہ شہنشاہ زمنؑ جس کو کفن بھی نہ ملا

ذکرِ مولاؑ میں قلم روک نہ اپنا محشرؔ
دیکھ زینبؑ کے نہیں سر پہ ابھی تک چادر
پرسہ دیتا رہے اشعار سے شہہ کو محشرؔ
رکھ تصور میں کہ ہے دشت میں لاش سرورؑ
لاش عریاں کو اڑھاتا رہے نوحوں کی ردا
وہ شہنشاہ زمنؑ جس کو کفن بھی نہ ملا

قطعہ

کھیلنا بچوں کا فطرت کا تقاضہ کہیئے
اور علیؑ کے لئے اژدر کو کھلونا کہیئے
ایک ہے ذاتِ علیؑ اور ہزاروں پہلو
"ناطقؔ" سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیئے

پیغامِ حسینؑ

ـے گا نہ جانے کتنی یہ کروٹیں زمانہ
چاہے ہر ایک شے کو دنیا کی بھول جانا
اجڑا جو ایک دن میں اس گھر کو یاد رکھنا

اے مومنو پیامِ سرورؑ کو یاد رکھنا
کرب و بلا کے خونی منظر کو یاد رکھنا

غوش میں تمہاری معصوم کوئی آئے
جب پیار سے کوئی ماں جھولا اسے جھلائے
انوؑ کی بے بسی کو اصغرؑ کو یاد رکھنا

اے مومنو پیامِ سرورؑ کو یاد رکھنا
کرب و بلا کے خونی منظر کو یاد رکھنا

جائے جب کسی پہ تقدیر سے یتیمی
قت میں باپ کی جب مرجائے کوئی بچی
د والو شہؑ کی دختر کو یاد رکھنا

اے مومنو پیامِ سرورؑ کو یاد رکھنا
کرب و بلا کے خونی منظر کو یاد رکھنا

تم کو خدا دکھائے خوشیوں کا ہر سویرا
قسمت سے جب بھی باندھو اپنے پسر کے سہرا
قاسمؑ کو یاد رکھنا، اکبرؑ کو یاد رکھنا

اے مومنو پیامِ سرورؑ کو یاد رکھنا
کرب و بلا کے خونی منظر کو یاد رکھنا

دیکھو نہ زندگی میں مرنا جواں پسر کا
بیٹے کا داغ دل پہ ہوتا ہے عمر بھر کا
لیلیٰؑ کی حسرتوں کو اکبرؑ کو یاد رکھنا

اے مومنو پیامِ سرورؑ کو یاد رکھنا
کرب و بلا کے خونی منظر کو یاد رکھنا

بہنوں کو بیٹیوں کو جب بھی ردا اُڑھانا
ہم بے کسوں کو ہرگز دل سے نہیں بھلانا
میری بہن کے سر کی چادر کو یاد رکھنا

اے مومنو پیامِ سرورؑ کو یاد رکھنا
کرب و بلا کے خونی منظر کو یاد رکھنا

بیٹوں کو جو نہ روئی قربان کر کے مجھ پر
اور سر نہیں اٹھایا احسان کر کے مجھ پر
اُس جاں نثار میری خواہر کو یاد رکھنا

اے مومنو پیامِ سرورؑ کو یاد رکھنا
کرب و بلا کے خونی منظر کو یاد رکھنا

آئیں کسی طرف سے ماتم کی جب صدائیں
اہلِ عزاء کو محشر دینا اگر دعائیں
گلزار حیدریؔ کو سرور کو یاد رکھنا

اے مومنو پیامِ سرورؑ کو یاد رکھنا
کرب و بلا کے خونی منظر کو یاد رکھنا

نوحہ

علم سجا کے کسی بے ردا کو یاد کرو!
بچھا کے فرشِ عزا فاطمہؑ کو یاد کرو

خدا کے دیں پہ ہے احساں علیؑ کی ضربت کا
وجود ورنہ نہ ہوتا کہیں عبادت کا
نہ ہوتا تذکرہ قرآن اور سُنّت کا
خدارا نفسِ رسولِؐ خدا کو یاد کرو
بچھا کے فرشِ عزا فاطمہؑ کو یاد کرو

اگر نہ ہوتا زمانے میں سجدۂ شبیرؑ
زباں پہ آج نہ ہوتا یہ نعرۂ تکبیر
کلامِ پاک کی ہوتی نہ آج تک تفسیر
مقامِ سجدۂ شاہِؑ ہُدا کو یاد کرو
بچھا کے فرشِ عزا فاطمہؑ کو یاد کرو

جو ہیں علَم کے پھریرے میں آج یہ لہریں
دکھائی دیتی ہیں مجھ کو فرات کی موجیں
جو آئیں مشکِ سکینہؑ کے ساتھ کچھ یادیں
بہاؤ اشک اور اک باوفا کو یاد کرو

بچھا کے فرشِ عزا فاطمہؑ کو یاد کرو

روانہ خیمے سے جس دم ہوئے علی اکبرؑ
پچھاڑیں خاک پہ کھاتی تھی غمزدہ مادر
تسلی دیتے تھے لیلیٰؑ کو کہہ کے یہ سرورؑ
دعائے خیر کرو مصطفیٰؐ کو یاد کرو
بچھا کے فرشِ عزا فاطمہؑ کو یاد کرو

سفر میں چلتے ہوئے تھک گئے جب اہلِ حرم
گراں تھا پیاسی سکینہؑ کو ایک ایک قدم
صدائیں دیتا تھا نیزے پہ فرقِ شاہِؑ امم
خدا خدا کرو مشکل کشاؑ کو یاد کرو
بچھا کے فرشِ عزا فاطمہؑ کو یاد کرو

اگر اسیر کرے تم کو بے خطا کوئی
نجات کا نہ ملے تم کو راستہ کوئی
خدانخواستہ چھینے اگر ردا کوئی
تو اہلِ بیتؑ کے صبر و رضا کو یاد کرو
بچھا کے فرشِ عزا فاطمہؑ کو یاد کرو

وطن سے چھٹ کے جو اہلِ وطن کی یاد آئے
دیارِ غیر میں اپنے چمن کی یاد آئے
کسی شہید کی اور بے کفن کی یاد آئے

مدینے والوں کو اور کربلا کو یاد کرو
بچھا کے فرشِ عزا فاطمہؑ کو یاد کرو
ہے اس لئے مجھے جنت کی آرزو محشرؔ
سناؤں فاطمہ زہراؑ کو نوحے کہہ کہہ کر
کہیں یہ جن و ملائک سے ساقی کوثر
حسینؑ حسینؑ کرو کربلا کو یاد کرو
بچھا کے فرشِ عزا فاطمہؑ کو یاد کرو

توبہ

میں گنہگار ہوں یارب مری توبہ توبہ
بخش دے یہ بھی خطا بار الٰہ توبہ
کررہاہوں میں ترے سامنے شکوہ توبہ
ذکر شہؑ کا سر بازار ہو سودا توبہ

نوحہ

بے ردائی شام کا بازار زینبؑ کیا کرے
سر اٹھانا بھی ہے اب دشوار زینبؑ کیا کرے

تین دن کے تشنہ لب اک روز میں مارے گئے
لٹ گیا کیسا بھرا گھر بار زینبؑ کیا کرے

ہائے صد افسوس بے چادر ہیں سب اہلِ حرم
شامیوں سے ہے بھرا دربار زینبؑ کیا کرے

راستے کوفے کے ہوں یا شام کا بازار ہو
ہر قدم پہ ظلم کی دیوار زینبؑ کیا کرے

کیا کہے گی اس سے جب پوچھیں گے سب اہلِ وطن
لٹ گئی شبیرؑ کی سرکار زینب کیا کرے

گھر گئی ہے نرغۂ اعدا میں بنتِ سیدہؑ
آیئے یا حیدرؑ کرار زینبؑ کیا کرے

کون ہے کس سے کرے فریاد اب کوئی نہیں
ہوگئی ہے کس قدر لاچار زینبؑ کیا کرے

آگ خیموں میں لگی ہے اور زینبؑ مضطرب
ہوش میں آتا نہیں بیمار زینب کیا کرے

مانگتا ہے تو حسینؑ ابنِ علیؑ کے نام پہ
پھر بھلا محشر تجھے انکار زینبؑ کیا کرے

نوحہ

ہے اکیلی بے بس و لاچار زینبؑ کیا کرے
کون ہے اب مونس و غم خوار زینبؑ کیا کرے

اس طرح سے لڑکھڑاتے ہیں قدم سجادؑ کے
جیسے ہو گرتی ہوئی دیوار زینبؑ کیا کرے

اک قدم اٹھتا نہیں ہے عابدؑ بیمار سے
قافلہ چلنے کو ہے تیار زینبؑ کیا کرے

دے دیئے بھائی بھتیجے بیٹے حق کی راہ میں
اس سے بڑھ کے اور اب ایثار زینبؑ کیا کرے

ہچکیاں زنداں میں لیتی ہے سکینہ بار بار
زندگی کے اب نہیں آثار زینبؑ کیا کرے

شام تک جانا ہے اور سجاد کی حالت ہے غیر
خود بنے گی قافلہ سالار زینبؑ کیا کرے

وقتِ مشکل ہے مدد فرمایئے مشکل کشا
آیئے یا حیدرؑ کرار زینبؑ کیا کرے

سر برہنہ پا برہنہ ہاتھ رسی سے بندھے
کس طرح جائے سرِ دربار زینبؑ کیا کرے

جل رہے ہیں شہؑ کے خیمے ہر طرف کہرام ہے
ہے غم و اندوہ سے دوچار زینبؑ کیا کرے

خاک پر ہے لاشِ عریاں اور تن پر سر نہیں
چہرۂ شبیرؑ کا دیدار زینبؑ کیا کرے

بے بسی زینبؑ کی مختصر اس سے ہوتی ہے عیاں
لکھ رہا ہے یہ قلم ہر بار زینبؑ کیا کرے

نوحہ

تھی کربلا میں حق کو ضرورت حسینؑ کی
لگتی وطن میں کیسے طبیعت حسینؑ کی
تیروں کی چھاؤں میں وہ امامت حسینؑ کی
رن میں سپر بنی تھی جماعت حسینؑ کی
حر بار بار کہتا تھا دم توڑتے ہوئے
جی بھر کے کرسکا نہ میں نصرت حسینؑ کی
دامن چھڑا سکے نہ سکینہؑ سے شاہ دیںؑ
رخصت کے وقت غیر تھی حالت حسینؑ کی
مقتل میں جب سکینہؑ نے بابا کو دی صدا
تڑپی تڑپ کے رہ گئی میّت حسینؑ کی
آیا ہے تم سے قید میں ملنے سر حسینؑ
اٹھو سکینہؑ کر لو زیارت حسینؑ کی
امِ ربابؑ سائے میں بیٹھیں نہ عمر بھر
روتی تھیں یاد کرکے مصیبت حسینؑ کی
چھینے گا کون تجھ سے زمانے میں جیتے جی
محشر ترا قلم ہے امانت حسینؑ کی

سلام

ہو جائے کاش اتنی عنایت حسینؑ کی
ہو خواب ہی میں مجھ کو زیارت حسینؑ کی

اب تک نہیں اذاں کا تصور بھی جس جگہ
پہنچی ہے اس جگہ پہ بھی شہرت حسینؑ کی

نبیوں کو بھی نہ جام شہادت ہوا نصیب
افضل ہے انبیاء سے بھی قسمت حسینؑ کی

اس ذکر سے جہاں میں ہمارا وجود ہے
احسان مند کیوں نہ ہو ملت حسینؑ کی

قلاش قوم ہو چکی راہ ثواب میں
للّٰہ اب نہ کیجئے تجارت حسینؑ کی

وہ دل مری نگاہ میں کعبے سے کم نہیں
پوشش بنی ہو جس پہ محبت حسینؑ کی

بدتر ہے بت کدے سے وہ میری نگاہ میں
جس دل میں ہو ذرا بھی عداوت حسینؑ کی

چھنتیں روائیں اور نہ ہوتے حرمؑ اسیر
عباسؑ کو جو ملتی اجازت حسینؑ کی

آقاؑ کہا ہمیشہ نہ بھائی کبھی کہا
عباسؑ پر ہے ختم اطاعت حسینؑ کی

آقا کہا زبان سے غش کھا کے گر پڑی
شریں نے آج دیکھی جو غربت حسینؑ کی

اصغرؑ کو دفن کر کے لحد سے یہ بولے شہؑ
رکھنا سنبھال کر یہ امانت حسینؑ کی

محشرؔ تجھے نہ کوئی زمانے میں جانتا
رحمت ہے تیرے واسطے مدحت حسینؑ کی

قطعہ

اس زیست کے رستے پر ہر گام ہے خطرے میں
ہر صبح مصیبت میں ہر شام ہے خطرے میں
اسلامؑ پہ خود ہی ہیں وہ سب سے بڑا خطرہ
جو لوگ یہ کہتے ہیں اسلام ہے خطرے میں

سلام زیدِ شہیدؒ

ترجمانِ حضرتِ زین العباؑ زیدِ شہیدؒ
نصرتِ اسلام میں مشکل کشاء زیدِ شہیدؒ

میثمِ تمار ہوں یا حضرتِ مختارؒ ہوں
ہیں اسی انداز کا اک سلسلہ زیدِ شہید

مومنوں کی جس طرح فریاد سنتے ہیں امامؑ
ہاں اسی صورت سے سنتے ہیں دعا زیدِ شہید

جو ملا ہے حضرتِ عباسؑ کو بعدِ امامؑ
بس وہی ہے آپ کا بھی مرتبہ زیدِ شہید

ہو یقیں دل میں عقیدت میں ہو گر شامل خلوص
خاکِ در ہے آپ کی خاکِ شفا زیدِ شہید

وقتِ مشکل کیوں نہ میں آخر پکاروں آپکو
آپ بھی تو ہیں مرے حاجت روا زیدِ شہید

جان دی ہے آپ نے بھی نصرتِ شبیرؑ میں
آپ بھی تو ہیں شہیدِ کربلا زیدِ شہید

ساری دنیا میں تو تیری نسل ہے پھیلی ہوئی
کیوں نہیں بچھتا ترا فرشِ عزا زیدِ شہید

میں تو ان کو اس لئے کہتا ہوں محشرؔ بے مثال
پھر نہ آیا اس جہاں میں دوسرا زیدِ شہید

مارچ ۱۹۸۳ء میں مذہبی فسادات کے دوران، مسجدوں، امام بارگاہوں، تبرکات اور کلام پاک اور عزاداروں کے قتل اور ان کے گھروں کی تاراجی پر ثانی زہراؑ کا نوحہ انجمن ظفر الایمان رجسٹرڈ کی طرح پر۔

فریادِ زینبؑ

زینبؑ یہ بکا آج بھی کرتی ہیں کھلے سر — فریاد ہے بابا
ہیں میرے عزاداروں کے ویران بھرے گھر — فریاد ہے بابا
بابا مرے بھائی کے عزاخانے ہیں ویراں — اور جل گئے قرآں
افسوس جلے پرچم عباسؑ دلاور — فریاد ہے بابا
پھر ہم سی لحد کانپ گئی کرب و بلا میں — اس دورِ جفا میں
افسوس جلایا گیا گہوارۂ اصغرؑ — فریاد ہے بابا
چلتے تھے عزاداروں کے سینوں پہ جو بھالے — میں کرتی تھی نالے
تھے چند عزادار ہزاروں کا تھا لشکر — فریاد ہے بابا
اُجڑے ہیں عزاخانے، نہیں آہ و فغاں تک — مسجد میں اذاں تک
دیکھیں تو ذرا آ کے جو ہولناک ہے منظر — فریاد ہے بابا
ہر سال اُٹھاتے تھے جو عباسؑ کا پرچم — اور کرتے تھے ماتم
مارے گئے راہوں میں وہ مثلِ علی اکبرؑ — فریاد ہے بابا
برساتی تھیں جو اشک سکینہؑ کے علم پر — اس خاک بسر پر
افسوس انہیں سیدانیوں کا لٹ گیا زیور — فریاد ہے بابا
کیا اہلِ عزا پر یہ ستم ہوتے رہیں گے — ہم روتے رہیں گے
عقدہ کشا شیر خدا فاتح خیبر — فریاد ہے بابا

سلام

اہل دنیا کو دکھانا تھا جو مانگا پانی
چاہتے شاہ تو ہو جاتی یہ دنیا پانی

میرے مظلوم حسینؑ آپ کا صدقہ پانی
میری مجلس مرا ماتم مرا نوحہ پانی

خون بے شیرؑ کا احسان ہے یہ دنیا پر
حشر تک ورنہ فلک سے نہ برستا پانی

کربلا والوں کو سیراب اگر کر دیتا
ہوتا کوثر کے برابر ترا رتبہ پانی

تین دن بعد سکینہؑ نے جو پایا پانی
دوڑیں مقتل کی طرف لے کے سکینہؑ پانی

قلب اصغر کی طرح آیا نہ اس کو بھی قرار
آج تک ایک جگہ پر نہیں ٹھہرا پانی

دختر فاطمہؑ رو رو کے کہا کرتی تھیں
مرتے دم بھی نہ مرے بھائی نے پایا پانی

کہہ کے یہ حضرت عباسؑ نے دم توڑ دیا
ہائے افسوس سکینہؑ کو نہ پہنچا پانی

آج بھی کانوں میں آتی ہے یہ اکبر کی صدا
وقت آخر ہے پلا دیجئے بابا پانی

تشنہ کاموں کا یہ سب فیض ہے ورنہ محشر
نوحہ کہنے میں بھی ہوتا ہے کلیجہ پانی

نوحہ

صغرا کہتی تھیں بھرے گھر کی خدا خیر کرے
دشت میں سبطِ پیمبرؐ کی خدا خیر کرے

رات کو خواب میں تپتا ہوا صحرا دیکھا
پیاسے گھر والے ہیں بہتا ہوا دریا دیکھا
بھر ساقیِ کوثر کی خدا خیر کرے

تیر کی زد پہ نظر آتا ہے قرآن مجھے
ایک گہوارہ نظر آتا ہے ویران مجھے
میرے ننھے علی اصغر کی خدا خیر کرے

غمزدہ فاطمہ زہرا کو علی کو دیکھا
خواب میں روتے ہوئے میں نے نبیؐ کو دیکھا
میرے بھیا علی اکبر کی خدا خیر کرے

پڑ گیا آئیہ تطہیر کی حرمت میں شگاف
کبھی اٹھتا ہے کبھی گرتا ہے کعبے کا غلاف
بنتِ زہرا تری چادر کی خدا خیر کرے

العطش کہتا نظر آتا ہے چپہ چپہ
ڈگمگاتے ہوئے شبیر کا پرچم دیکھا

چچا عباسؑ دلاور کی خدا خیر کرے

مجھ کو بابا نظر آتے ہیں اکیلے رن میں
اور ہیں خون میں ڈوبے ہوئے لاشے رن میں
ہے دعا شاہ کے لشکر کی خدا خیر کرے

خیریت بھیجی نہ بابا نے مجھے خط لکھا
یہ نہ سوچا کہ اکیلی ہے وطن میں صغرا
پھر سے آباد ہو اس گھر کی خدا خیر کرے

رکھ قلم ہاتھ سے اور بس یہ دعا کر محشرؔ
شاتمِ آلِ نبیؐ رسوا ہوں یارب در در
حرمتِ آلِ پیمبرؐ کی خدا خیر کرے

نوحہ

جب بھی پڑھتا ہوں تری یاد میں نوحہ قاسم
یاد آجاتا ہے جانے مجھے کیا کیا قاسم

کاش اظہارِ مسرت کو میں سہرا لکھتا
ہائے افسوس کہ لکھنا پڑا نوحہ قاسم

پاسکے ہائے نہ ترتیب بدن کے ٹکڑے
ایسا پامال ہوا ہے تیرا لاشہ قاسم

لاشِ صد پاش کو مولاؑ ہیں لئے چادر میں
ایک کاندھے پہ اٹھا تیرا جنازہ قاسم

ایک مسند کی جگہ ایک ردا مثلِ کفن
ٹوٹی لڑیوں کی طرح تیرا سراپا قاسم

تازہ تازہ ہے ابھی ہاتھوں پہ یہ رنگِ حنا
ہائے کس دل سے کہوں کبریٰ کو بیوہ قاسم

چھیاں پھولوں کی بے وجہ نہیں گرسکتیں
خاک پر ہے یہ تیرے نام کا سجدہ قاسم

آپ کی یاد میرے دل میں تڑپ جاتی ہے
جب کوئی مجھ کو نظر آتا ہے دولہا، قاسم

آپ کے روضے پہ آؤں وہیں نوحہ لکھوں
دل میں محشر کے بہت ہے یہ تمنا قاسم

سلام

۱۹۹۱ء

"خون علی اصغرؑ ہے شبیرؑ کا چہرہ ہے"
یہ پہلا تیمم ہے اور آخری سجدہ ہے
اک صف ہے شہیدوں کی سرورؑ کی امامت میں
ہل من کی اقامت ہے محضر کا مصلیٰ ہے
کہرام ہے خیمے میں جاتے ہیں علی اکبرؑ
آہوں کی اذانیں ہیں اشکوں کا وظیفہ ہے
اٹھا ہے جو چادر میں اور ایک ہی کاندھے پر
دنیا میں فقط قاسمؑ وہ تیرا جنازہ ہے
اسلام کا جو سورج دنیا میں چمکتا ہے
یہ طور شہادت پر شبیرؑ کا جلوہ ہے
شبیرؑ کے روضے سے محسوس یہ ہوتا ہے
ہے کرب و بلا دنیا اور خلد جزیرہ ہے
یہ ثانیٔ زہراؑ کے خطبوں کا نتیجہ ہے
اب کفر قضیہ ہے اسلام قصیدہ ہے
تقریر میں زینب کی جو باپ کا لہجہ ہے
چہرے کی طرح یہ بھی آواز کا پردہ ہے

جس طرح سے قرآں میں یٰسین کا سورہ ہے
اسلام کے سینے میں دل شبیرؑ کا دھڑکتا ہے
غربت ہے اور عترت ہے قرآن ہے سجدہ ہے
اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے
حیدرؑ کی نگاہوں میں کیا عرشِ معلّٰی ہے
اک سات ورق کا یہ ہلکا سا رسالہ ہے
اسلام کی دنیا پر شبیرؑ کا قبضہ ہے
سرحد پہ وفاؤں کی عباسؑ کا پہرہ ہے
اللہ کرے محشر زہراؑ کو پہنچ جاتے
اشکوں کی روانی میں نوحے کا عریضہ ہے

نشاطِ نورِ خیالِ (محمد عربی)
بہارِ زیست جمالِ محمد عربی
ہر ایک کے مشرق و مغرب کو کر گیا سیراب
سراپا جود و لطف اطلع محمد عربی
مجسّم بنا کے مصور بھی تھا بس مصروف
وہ نقش و حد و ارج خالق محمد عربی

نوحہ

بین کرتی تھی ماں ٹھہر جاؤ
میرے کڑیل جواں ٹھہر جاؤ

ایسا چھایا ہے موت کا سایہ — جو گیا لوٹ کر نہیں آیا
موت ہے درمیاں ٹھہر جاؤ

آگئے اشقیاء تو کیا ہوگا — تم کو کچھ ہوگیا تو کیا ہوگا
غم یہ ہوگا گراں ٹھہر جاؤ

کیسے ماں کو صدا سناؤ گے — جب سحر ہوگی یاد آؤ گے
کون دے گا اذاں ٹھہر جاؤ

اپنی حالت تو دیکھ لو دلبر — جنگ کیسے کرو گے اے اکبر
میرے تشنہ وہاں ٹھہر جاؤ

ہوگی ڈیوڑھی پہ منتظر صغرا — کیا کہوں اس سے جا کے اے بیٹا
ہوگی شرمندہ ماں ٹھہر جاؤ

جاؤ گے لوٹ کر نہ آؤ گے — چھوڑ کے ماں کو تنہا جاؤ گے
یہ نہیں ہے گماں ٹھہر جاؤ

پڑھ دوں ناد علی میں سینے پر — رن میں ٹھہرا ہے شام کا لشکر
ہیں وہاں برچھیاں ٹھہر جاؤ

نوحہ

بین کرتی ہے سکینہ شام کے زندان میں
دم گھٹا جاتا ہے بابا شام کے زندان میں
آپ کے سینے پہ تھی سونے کی عادت رات کو
نیند کیسے آئے تنہا شام کے زندان میں
ماں پھوپھی بھائی ہیں سب لیکن نظر آتے ہیں
رات دن وہ ہے اندھیرا شام کے زندان میں
کتنے دن گزرے کہ بابا آسماں دیکھا نہیں
موت کا سر پہ ہے سایہ شام کے زندان میں
ڈر چھینے کھائے طمانچے اور رسن بستہ پھرے
اب ملا ہم کو ٹھکانا شام کے زندان میں
چاند سورج کے نکلنے کا پتا چلتا نہیں
کب ہوئی شب کب سویرا شام کے زندان میں
کل تلک عموں بھی تھے بھیا علی اکبر بھی تھے
آج ہیں ہم بے سہارا شام کے زندان میں
قید سے مجھ کو چھڑا دو لے چلو مجھکو وطن
یاد آتا ہے مدینہ شام کے زندان میں
ایسا لگتا ہے یونہی گھٹ گھٹ کے مرجاؤنگی میں
اب نہ دیکھوں گی سویرا شام کے زندان میں
قبر کے ماحول نے گھیرا ہے مختر اس طرح
کہہ رہا ہوں جیسے نوحہ شام کے زندان میں

نوحہ

میت پہ سکینہؑ کی یہ ماں کہتی تھیں رو کر صدقے ہو یہ مادر
سینے میں پھٹا جاتا ہے غم سے دلِ مضطر صدقے ہو یہ مادر
آئے گا نہ زنداں میں کوئی ہم کو ستانے راتوں کو جگانے
چھینے گا لعیں اب نہ ترے کانوں سے گوہر صدقے ہو یہ مادر
ملنے کو ہے اب قیدِ مصیبت سے رہائی اے غم کی ستائی
لے جاؤں گی تجھ کو نہ مدینے میں کھلے سر صدقے ہو یہ مادر
ہم سب کو چلیں چھوڑ کے اب کس کے سہارے ماں کس کو پکارے
عباسؑ ہیں قاسمؑ ہیں نہ اکبرؑ ہیں نہ اصغرؑ صدقے ہو یہ مادر
زنداں میں تجھے بیٹا کفن دوں میں کہاں سے تم روٹھی ہو ماں سے
دے دیتی اگر ہوتی مرے سر پہ بھی چادر صدقے ہو یہ مادر
اے لعل بدل دوں میں ترا خوں بھرا کرتا پہنچائے نہ ایذا
زخموں کی طرح تیرے مرے دل پہ ہیں نشتر صدقے ہو یہ مادر
نوحہ جو سنا تیرا تو زہراؑ نے صدا دی رو رو کے دعا دی
عنوان پسند آیا ترے نوحے کا محشرؔ صدقے ہو یہ مادر

سلام

فرشِ عزا ہے ماہ محرم کی جانماز
آلِ نبیؐ کی یاد میں ہے غم کی جانماز
اشکِ غمِ حسینؑ ہیں تسبیحِ فاطمہؑ
اہلِ عزا کا سینہ ہے ماتم کی جانماز
نوحوں کی یہ بیاض ہے قرآنِ کربلا
اس کے ورق پیمبرؐ خاتم کی جانماز
قرآنِ پاک فاطمہ زہراؑ کے سر کا تاج
مسند علیؑ کی سیدِ عالم کی جانماز
ہوتا نہ کربلا میں جو سجدہ حسینؑ کا
گمنام تھی رسولِؐ مکرم کی جانماز
اے شیخ ہوگا سجدۂ خاکِ شفا قبول
ہرگز نہ کام آئے گی ریشم کی جانماز
سجدہ کریں امامؑ کے پیچھے سب انبیاء
مہدیؑ دیں کے پاس ہے آدمؑ کی جانماز
عباسؑ کا ہو نقشِ قدم میری سجدہ گاہ
یارب لبِ فرات ہو پرچم کی جانماز

ذکرِ علی اذان ہے قنبر کے واسطے
دار و رسن ہے حضرت میثم کی جانماز
وشتِ بلا ہے فوج عدو بعدِ شاہِ دیں
زینب ہیں اور عزمِ مصمم کی جانماز
کاغذ وہ جس پہ فاطمہ زہراؑ کا نام ہو
محشر ہو جیسے حضرتِ مریم کی جانماز

اپنا حال کیا ہے بہ ایمان رسول عربی
سب ہیں کہ مصفٰی قرآن رسول عربی

زیارتی نوحہ

یارب ہر ایک کو یہ سعادت نصیب ہو
کرب و بلا کی سب کو زیارت نصیب ہو

اے شہؑ کے عزادار چلو کربلا چلیں
یہ دل ہے بیقرار چلو کربلا چلیں

عباسؑ نامدار کے روضے پہ جائینگے
جاکر وہاں سکینہؑ کا نوحہ سنائینگے
دیکھیں گے وہ دیار چلو کربلا چلیں

جی کھول کر منائیں وہاں غم حسینؑ کا
نوحے سنائیں اور کریں ماتم حسینؑ کا
روئیں گے زار زار چلو کربلا چلیں

تر اپنے آنسوؤں سے کرینگے وہ ہم زمیں
کھا کر سناں گرا تھا جہاں اکبر حزیں
سب ہوں گے اشکبار چلو کربلا چلیں

اہلِ حرمؑ کے خیمے جلائے گئے جہاں
ماتم کریں گے آگ کے شعلوں پہ ہم وہاں
جانیں کریں نثار چلو کربلا چلیں

دشتِ بلا میں بانوئے دل گیر کی فغاں
اب بھی سنائی دیتی ہیں اصغرؑ کی ہچکیاں
آہوں کے ہیں حصار چلو کربلا چلیں

اشک غم حسینؑ ملائیں فرات میں
نوحوں کے سب عریضے بہائیں فرات میں
موجوں کو دیں قرار چلو کربلا چلیں

چالیس سال گھٹتی رہیں جس میں سسکیاں
روتے تھے جس کے سائے میں سجادؑ ناتواں
چومیں گے وہ دیار چلو کربلا چلیں

پھر پا برہنہ جائیں گے بازار شام میں
زینبؑ گئی تھیں جس طرح دربار عام میں
دل کی ہے یہ پکار چلو کربلا چلیں

کرب وبلا سے شام کا ہے کتنا فاصلہ طے بیکسوں نے کیسے کیا اتنا راستہ
دیکھیں وہ رہ گزار چلو کربلا چلیں

ہم کو ملے گا اہلبیتؑ ملاقات کا شرف حاصل کریں گے سب کی زیارات کا شرف
چومیں گے ہر مزار چلو کربلا چلیں

مختصر یہی ہے بات کہ ہو شاعرِ حسینؑ پھر تو کہیں گے لوگ تمہیں زائرِ حسینؑ
بڑھ جائیگا وقار چلو کربلا چلیں

اظہارِ تشکر

ہے یہ تیرے حق میں مولاؑ سے دعا جعفرؔ نواب
رحمتیں اپنی کرے تجھ پر خدا جعفرؔ نواب
زندگی میں تجھ پہ کوئی راستہ مشکل نہ ہو
تو نے بھیجا ہے مجھے کرب و بلا جعفر نواب

الوداع

ہائے غریب الوطن الوداع الوداع　　لاشہ بے کفن الوداع الوداع

سامنے جب بھی پانی کا جام آئے گا　　لب پہ بے ساختہ تیرا نام آئے گا

پیاسے شاہ زمن الوداع الوداع

لے کے آئی ہے زینبؑ پیام آخری　　لیجئے اٹھ کے مولاؑ سلام آخری

جا رہی ہے بہن الوداع الوداع

منت حیدرؑ ترے بازوؤں کے نشاں　　تا قیامت رہیں گے دلوں میں نہاں

اے اسیر رسن الوداع الوداع

میرے آنسو ہیں صدقے تری پیاس پر　　ہے سلام ہم غریبوں کا عباسؑ پر

دست خیبر شکن الوداع الوداع

لے گیا شمر کانوں سے دُر چھین کر　　پیش خدمت ہیں یہ آنسوؤں کے گہر

بنت شاہ زمن الوداع الوداع

ننھے جھولے پہ جب بھی پڑے گی نظر　　تیر سا اک چلے گا مرے قلب پر

میرے غنچہ دہن الوداع الوداع

اب تو آزاد ہیں پاؤں زنجیر سے　　آ کے مل لو گلے قبر شبیرؑ سے

عابد خستہ تن الوداع الوداع

خوں میں سہرے کی ڈوبی ہوئی ہر لڑی　　صبح دم کھل کے کہتی ہے یہ ہر کلی

ایک شب کی دلہن الوداع الوداع

ہم نہ جی بھر کے ماتم بپا کر سکے حق تمہارا نہ مولاؑ ادا کر سکے

میرے شاہ زمن الوداع الوداع

کر ادب سے شہیدوں کو مختصر سلام لشکرِ دین حق پہ بحر سلام

نخلِ پنجتن الوداع الوداع

حدیثِ رسالتمآبؐ

ذکرِ خیر کی اُجرت لینے والا روزِ قیامت کسی اجر کا حقدار نہیں

گذارش و انتباہ

ریڈیو، ٹیلی ویژن، کیسٹ ڈیلر، ریکارڈنگ کمپنیوں نوحہ خواں و منقبت خواں حضرات ماتمی انجمنوں سے گذارش ہے کہ بغیر میری تحریری اجازت کے میرا کوئی کلام ریکارڈ کر کے جاری نہ کریں۔ میرا تمام کلام چہاردہ[۱۴] معصومینؑ اور شہداءِ کربلا کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت ہے۔ اس کا کوئی تجارتی مقصد نہیں ہے۔ کسی فرد یا ادارے نے اگر اس کے برخلاف کیا تو اس کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

محشرؔ لکھنوی